الہلال

البلاغ پریس کلکتہ

قیمت فی پرچہ پانچ آنہ

الهلال

هر جمعه کو نمبر ۱۱ - بالي گنج سرکلر روڈ - کلکته سے شایع هوتا ہے

قیمت سالانه مع محصول - -	باره روپیه
هندوستان سے باهر کیلیے - -	سوله روپیه
قیمت شش ماهي - - -	سات روپیه
قیمت في پرچه - - -	پانچ آنه

(۱) تمام خط و کتابت اور ارسال زر "منیجر الهلال" کے نام سے کي جاے لیکن جو خطوط مضامین سے تعلق رکھتے هوں أنکے لفافه پر "ایڈیٹر" کا نام هونا چاهیے -

(۲) نمونه مفت ارسال نه هوگا -

(۳) براه عنایت خط و کتابت میں اپنا نام اور پته صاف اور خوش خط لکھیے -

(۴) خط و کتابت میں نمبر خریداري لکھیے جسکي اطلاع آپکو وصول قیمت کي رسید میں دیدي گئي ہے -

(۵) اگر کسي صاحب کے پاس کوئي پرچه نه پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک هفته کے اندر اطلاع دیں - ورنه بصورت تاخیر بغیر قیمت کے روانه نهیں کیا جائیگا -

(۶) اگر آپ دو تین ماه کیلئے ایک جگه سے دوسري جگه جا رہے هیں تو اپنا پته تبدیل نه کرایے ' مقامي ڈاکخانه کو اطلاع دیکر انتظام کر لیجیے - اگر اس سے زیاده عرصه تک کے لئے تبدیل مقام پیش آجاے تو ایک هفته پیشتر اطلاع دیکر پته تبدیل کرالیں -

(۷) مني آرڈر روانه کرتے وقت فارم کے کوپن پر اپنا نام و پته ضرور لکھدیں -

(۸) ایسے جواب طلب امور کے لئے جنکا تعلق دفتر کے دفتري فرائض (مثلاً رسید زر و اطلاع اجراء اخبار وغیره) سے نهیں ہے ٹکٹ ضرور بهیجیے ورنه دفتر پر غیر معمولي خط و کتابت کے مصارف کا بار پڑیگا -

لاتهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين — القرآن الحكیم

الهلال

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

نمبر ۷ | کلکتہ : جمعہ ۲۹ . محرم ١٣٤٦ هجری | جلد ۱

Calcutta : Friday, 29, July 1927.

کیا حروف کی طباعت اردو طباعت کیلیے موزون نهین ؟

ضروری هی که هم اسکا اب فیصله کرلین

آج کوئی زبان ترقی نهین کر سکتی اگر وه اپنا ترقی یافته طریق طباعة نهین رکهتی .

طباعة کی ترقی اور تکمیل بغیر اسکی ممکن نهین که حروف کی چهپائی اختیار کی جای . پتهر کی چهپائی مین محدود رهکر اردو کی طباعة کبهی ترقی نهین کر سکتی .

هندی اور هندوستان کی تمام زبانون نی، نیز عربی، فارسی ، ترکی ، تینون سامی زبانون نی حروف کی چهپائی اختیار کرلی هی اور انکی طباعة یورپ کی طباعة کا مقابله کر رهی هی . کیون اردو زبان بهی ایسا نه کری جو اسی رسم الخط مین لکهی جاتی هی ؟

اردو کی سب سی بهتر حروف جو اس وقت تك بن سکی هین ، وه هین جن مین الهلال چهپتا هی . اور عربی کا بهترین خط نسخ وه هی جس مین یه سطرین کمپوز کی گئی هین . آپ ان دونون مین سی جسی چاهین پسند کر لین . لیکن پتهر کی چهپائی سی اپنی زبان کو نجات دلائین .

هماری رای مین بهترین حروف یهی هین . اگر فارسی اور ترکی کیلیے یه نا موزون نهین تو اردو کیلیے کیون نا موزون هون ؟

براه عنایت اپنی اور اپنی دوستون کی رای سی همین اطلاع دیجیے . یاد رکهیے . طباعة کا مسئله آج زبان و قوم کیلیے سب سی زیاده اهم مسئله هی . ضروری هی که اسکی تمام نقایص ایك بار دور کر دی جائین .

الهلال

ان تمام اصحاب کیلیے

جو

قدیم تمدن و صنعت کی قیمتی اشیا کا شوق رکھتے ہین

دنیا مین عظیم الشان مقام

I. SHENKER,

118, BROMPTON ROAD, KENSINGTON, LONDON, S. W. 3.

هے

مغرب و مشرق کے قدیم آثار، پرانی قلمی اور مطبوعہ کتابیں، پرانی تصریریں، پرانے سکے اور نقوش، پرانے زیور، آرائش و تزیئن کا ہر قسم کا سامان، اور ہر طرح کے پرانے صنعتی عجائب و نوادر، اگر آپ کو مطلوب ہیں، تو ہم سے خط و کتابت کیجیے - کم از کم ہماری نمایش گاہوں اور ذخائر کی فہرستیں ہی منگوا لیجیے - اہل علم اور اہل دولت، دونوں کیلیے ہمارا ذخیرہ قیمتی ہے -

نوادر عالم کا یہ ذخیرہ

دنیا کے تمام حصوں سے غیر معمولی مصارف و مساعی کے بعد حاصل کیا گیا ہے -

دنیا کے تمام قدیم تمدنی مرکزوں مثلاً مصر، شام، فلسطین، ہندوستان، ایران، ترکستان، چین، وغیرہ ممالک میں ہمارے ایجنٹ ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں -

با این همه

قیمتیں تعجب انگیز عہد تک ارزاں ہیں !

براعظم یورپ، امریکہ، اور مشرق

کے تمام بڑے بڑے محل، کتب خانے، اور عجائب خانے، ہم سے نوادر حاصل کرتے رہتے ہیں - قاہرہ کے نئے ایوان شاہی کے نوادر ابھی حال میں ہم ہی نے فراہم کیے ہیں -

اگر آپکے پاس نوادر موجود ہوں

تو آپ فروخت کرنے کیلیے بھی پہلے ہم ہی سے خط و کتابت کیجیے - بہت ممکن ہے کہ ہمارا سفری یا مقامی ایجنٹ آپسے مل سکے -

علم الآثار مصر

(قدیم مصری عقائد ـ معاد اور حشر و نشر)

مقتبس از تحقیقات ڈاکٹر احمد کمال بک مرحوم

(۲)

(ممی کرنا)

لاش کے ممی کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے ناک کے راستے سے دماغ نکال لیتے تھے - پھر معدہ اور آنتیں نکال کر پیٹ صاف کرتے تھے - قسم قسم کے خوشبوئیں اندر بھرتے تھے - پھر جسم کو نمک دیکر ستر دن تک کول تار میں رکھتے تھے - اس کے بعد دھوتے تھے اور کپڑے کی پٹیوں میں ملفوف کر دیتے تھے - جسم کی حفاظت کیلیے ٹونے اور ٹوٹکے بھی کرتے ' اور قسم قسم کے تعویذ لٹکاتے - یہ دستور عام تھا کہ چہرے اور انگلیوں پر سونے کا ملمع کر دیتے تھے - خیال تھا کہ جس طرح سونا بگڑتا نہیں ' اسی طرح اِس عمل سے جسم بھی نہیں بگڑے گا - قبر کے اندر مردے کے کئی بت بھی رکھدیتے تھے - تاکہ اگر جسم میں کچھہ بگاڑ پیدا ہو تو اِن بتوں کی وجہ سے روح برابر آتی جاتی رہے - ممی کرنے کا جو طریقہ مصریوں نے ایجاد کیا تھا ' وہ علم کی اتنی ترقی پر بھی جو بیسویں صدی تک ہو چکی ہے ' موجودہ دنیا ایجاد نہ کر سکی - حتی کہ اس کا مصالحہ بھی ہمیں معلوم نہیں -

(سحر)

لیکن روح کی واپسی کے لیے صرف اسی قدر کافی نہیں تھا - سحر کی بھی ضرورت سمجھی جاتی تھی - اِس موقعہ پر جو سحر کیا جاتا تھا ' وہ " اوزیس " کے افسانہ سے اخذ کیا گیا تھا - افسانہ یہ ہے کہ " اوزی ریس " کو اُس کے بھائی " ست " نے قتل کر کے اُس کی بوٹیاں کاٹیں اور ہر بوٹی دوسری بوٹی سے بہت دور پھینک دی - اُن کا خیال تھا کہ اوزی ریس پہلا آدمی تھا جسے موت آئی اِس سے پہلے آدمی مرتے نہیں تھے - اس کے قتل کے بعد اُس کی بیوی " ایزیس " بہن " نفتیس " ' بیٹے " هوریس " ' دوست " انوبس " اور " توت " نے سحر کے زور سے اُس کی منتشر بوٹیاں جمع کرلیں - اُنھیں باھم جوڑا ' اور جب پورا جسم جمع ہوگیا تو اُسے برھنہ ' ریگ پر کھڑا کردیا - پھر " هوریس " اور " توت " نے جادو کا اوزار اُس کے منہہ ' آنکھہ ' کان ' بازو ' اور پیروں پر رکھا - اوزار رکھنا تھا کہ فوراً پورا جسم اِسطرح جڑ گیا ' گویا کبھی کٹا ھی نہ تھا - لیکن روح اب بھی واپس نہ آئی - وہ تو قاتل " ست " کے قبضہ میں تھی - یہ دیکھکر " هوریس " ' " توت " اور اُن کے ساتھیوں نے روح کی جستجو شروع کی - آخر معلوم ہوا کہ روح تین جانوروں : بیل ' ھرن ' اور بط میں سما گئی ہے - انھوں نے کوشش جاری رکھی ' اور اِن جانوروں کے جسم سے روح نکالنے میں کامیاب ہو گئے - اُس وقت " هوریس " خوشی خوشی روح لایا ' اور اپنے باپ " اوزی ریس " کے منھہ پر بوسہ دیکر اُس کے جسم میں اتار دی - " اوزی ریس " زندہ ہو گیا - شاید اُسی وقت سے بوسہ ' محبت کی علامت قرار پا گیا ہے !

اس واقعہ کے بعد سے " اوزی ریس " دائمی زندگی کا دیوتا تسلیم کرلیا گیا - کیونکہ موت اُسے مغلوب نہ کرسکی - اس دیوتا سے دوسرے دیوتاؤں ' فرعونوں ' اور تمام مصریوں کو زندگی حاصل ہوئی - سقارہ میں چھٹے خاندان کے ایک ھرم پر " کتاب ابدیت " کا یہ باب کندہ ہے اور پڑھہ لیا گیا ہے -

(آخرت کی زندگی)

مصریوں کا ابتدا میں عقیدہ یہ تھا کہ آخرت میں بھی انسان بالکل ویسی ھی زندگی بسر کرتا ہے ' جیسی دنیا میں اسکی زندگی ہوتی ہے - فرق صرف اسقدر ہے کہ یہاں کے مصائب و آلام وہاں نہیں ھیں - یہی سبب ہے کہ وہ مردے کی قبر میں وہ تمام چیزیں رکھدیا کرتے تھے جو دنیاوی زندگی میں اُسے محبوب تھیں - چنانچہ قسم قسم کے کھانے ' کپڑے ' زیور ' ساتھہ دفن کر دیتے تھے اور سمجھتے تھے ' وہ مرنے کے بعد بھی اِنسے متمتع ہوگا - یہی نہیں بلکہ قبر کی دیواروں پر ان چیزوں کی تصویریں بھی بنا دیتے تھے - نیز اُسکی دلچسپی کی چیزوں مثلاً شکار ' دریا ' میدان جنگ وغیرہ کے مناظر بھی کندہ کر دیتے - اُنھیں یقین تھا کہ سحر کے ذریعہ یہ تمام تصویریں اور نقوش اصلی ہوجائینگے ' اور اُن سے مردے کو وھی لطف حاصل ہوگا جو زندگی میں حاصل ہوتا تھا !

لیکن بتدریج اِن خیالات میں وسعت ہوئی - اُنھوں نے محسوس کیا کہ دنیاوی زندگی آخری زندگی کا کوئی اعلی نمونہ نہیں ہے - چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے کہ " جنت " کا خیال پیدا ہوا -

(جنت)

لیکن جنت کے تخیل نے بھی بتدریج ترقی کی - شروع میں اُنکی جنت ' سر زمین مصر ھی جیسا ایک خیالی خطہ تھا جسمیں نہریں جاری تھیں ' سبزہ لہلہاتا تھا ' زندگی کی جملہ دلفریبیاں جمع تھیں - لیکن اس جنت میں باوجود ہر قسم کے آرام و راحت کے ' آدمی کو محنت کرنے پر بھی مجبور ہونا پڑتا تھا - اُسے اپنا باغ خود درست کرنا پڑتا اور کھانے کے لیے خود ھی کھیتی بونی پڑتی تھی - بعد میں محنت کا خیال جاتا رہا ' اور بلا کسی تکلیف کے کھانا پانی حاصل ہونے لگا - اِس کے بعد جنت سر زمین مصر سے اُٹھکر ملاء اعلی میں پہنچ گئی جہاں کی رونق اور دلفریبی حد تصور سے باہر ہے !

یہ معاد کے مصری عقیدے کی انتہائی ترقی تھی -

مغرب کی تاریخ جدید کی تاریخی شخصیتین

انقلاب فرانس کے ارکان ثلاثه

والٹیر

FRANCOIS DE VOLTAIRE.

اردو علم ادب کي بے مايگي هر گوشۂ علم و فن ميں نماياں هے - ليکن سب سے زياده افسوس ناک کمي يه هے که اِس وقت تک علوم و ادبيات کي وه اُمهات و اصول بهي اردو ميں منتقل نه هوسکيں جن کے بغير موجوده عهد کي کوئي زبان ' ترقي پذير زبان تسليم نهيں کي جا سکتي - " اُمهات و اصول " کا لفظ جب کبهي علوم و کتب کے ليے بولا جاتا هے تو اُس سے مقصود يه هوتا هے که هر علم و فن کي وه بنيادي چيزيں ' جو بمنزلۂ اصل و اساس هيں ' اور جنهوں نے اپنے اپنے دائرۂ بحث و نظر ميں مبادیات و قواعد کا درجه حاصل کر ليا هے - مثلاً منطق ميں ارسطو کا مقاله ' رياضي ميں اقليدس کے مقالات ' قانون ميں سولن کے مباحث ' طب ميں جالينوس کے رسائل خمسه ' نظام حکومت ميں افلاطون کي جمهوريۃ ' تاريخ ميں ميں هيرو دوٹس کي کتاب ' فن بلاغة ميں جاحظ کے مقدمات ' قصص ميں الف ليله ' منطق استقرائي ميں بيکن کا مقاله ' وغيره ذلک - علوم و ادب کا کتنا هي وسيع و وقيع ذخيره فراهم هوجائے ' مگر وه سب برگ و بار هيں - سب سے پہلے اُن کي جڑيں زبان ميں اُستوار هوني چاهيئں - لطف يه هے که يه کام کچهه ايسا دشوار بهي نهيں - اهل علم کي اگر ايک مختصر جماعت مستعد هوجائے ' تو دو تين سال کے اندر اُمهات علوم و ادب کا بڑا حصه اردو ميں منتقل هو جا سکتا هے - ليکن مشکل يه هے که نه تو اس وقت تک هم ميں ايسے اهل علم پيدا هوئے هيں جنهيں خدمت علم کا اس درجه شوق هو ' نه ملک ميں علمي طلب هے جو اهل علم کو اِس طرف متوجه کرے - بنياد ان تمام کار و بار علم کي قومي تعليم هے ' اور وهي اس وقت تک مفقود هے -

اِس سلسله کا ايک اهم گوشه يورپ کي جديد تاريخ اجتماع و تمدن کي اُمهات و اصول اور اُنکے رجال علم و نظر هيں - موجوده دور کي تاريخ ' انقلاب فرانس سے شروع کي جاتي هے - انقلاب فرانس کي تخم ريزي جس عهد ميں هوئي ' وه اٹهارهويں صدي کا ابتدائي حصه هے - اِس عهد ميں چند شخصيتيں ايسي پيدا هوگئي تهيں ' جنکي دماغي سيرت ميں وقت کي تمام انقلابي قوتيں سمٹ آئي تهيں - وه سرتا پا پيکر انقلاب تهيں - اُنهي کے دماغ و قلم نے انقلاب فرانس کي تخم ريزي کي ' اور اُنهي کے مباديات و اصول هيں جن سے يورپ کے نئے دور کي تاريخ کا آغاز هوا - مورخين نے انهيں " انقلاب کے ارکان ثلاثه " سے تعبير کيا هے - اگرچه تعداد ميں تين سے زياده هيں ' ليکن قلم و کتابت کي تقسيم ميں اُنکے حلقے تين هي هيں :

(١) والٹير Valtaire -

(٢) روسو Rausscou -

(٣) اور انسائيکلو پيڈيا کے اهل قلم The Encyclopedie -

آخري جماعت اس لقب سے اسليے موسوم هوئي که اس نے سب سے پہلے فرانسيسي زبان ميں انسائيکلو پيڈيا مرتب کي ' اور علم اور حريت فکر کے مباحث کي اشاعت اُس کے اوراق و مجلدات کے ذريعه هوئي - اس ميں سب سے زياده نامور اهل قلم دو تهے : ڈيڈرو diderot اور ڈلامبرٹ D' Alembert -

ايک مدت سے مجهے خيال تها که ان ارکان ثلاثه کي وه تحريريں جن کا شمار اُمهات و مباديات ميں سے کيا جاتا هے ' اردو ميں منتقل کردي جائيں ' تاکه علاوه اردو علم ادب کي تکميل کے ' غير انگريزي داں طبقه کے مطالعه کيليے تاريخ جديد کے ذهني مباديات مهيا هوجائيں ' اور وه اسکے محاسن و نقائص ' دونوں سے با خبر هوسکيں - کئي سال هوے ' ميں نے روسو کا "لا کنٹرکٹ سوشيل" Le Contrat Social اور ايميل Emilius ترجمه کيليے بعض دوستوں کو ديا تها - کچهه حصه کا ترجمه هوا بهي ' ليکن افسوس هے که انکي بے ذوقي تکميل سے مانع هوي اور اُسکے بعد مجهے بهي توجه کرنے کي مهلت نه ملي - ميرے کرنے کے کام دوسرے هيں جن کي تکميل و اشاعت سے ابتک عهده برا نه هوسکا - ان کاموں کے ليے وقت کهاں سے لاؤں ؟

ليکن اب الهلال شائع هوا هے تو اسکے صفحات کے تنوع ميں هر طرح کے بحث و نظر کي گنجائش هے - خيال هوا ' کم از کم ايک سلسله مضامين اس موضوع پر ايسا مرتب کرديا جائے ' جس سے ايک حد تک کتابوں کے فقدان کي تلافي هوسکے - چنانچه آج " والٹير " سے يه سلسله شروع کيا جاتا هے - اس کے تين حصے هيں - پہلا حصه جو آج شائع کيا جاتا هے اُسکي دماغي سيرۃ پر اجمالي نظر هے اور اُسکے مختصر حالات زندگي پر مشتمل هے - دوسرے ميں اُسکے اصول و تعليمات کا خلاصه هے - تيسرے ميں اسپر نقد و تبصره هے - اور وهي اس سلسله کي سب سے زياده اهم چيز هوگي -

(والٹير)

ايک دن والٹير ' مشهور رقاصه روملنيل کے ساتهه اُسکي گاڑي ميں بيٹها تها - رقاصه تهيٹر جا رهي تهي جهاں اُسے والٹير کے شهرۂ آفاق ڈراما " ميروپ " کي مشق کرنا تهي - وه بهت پريشان تهي - کهنے لگي " کاميابي کے ساتهه يه ڈراما اور اُسکے دقيق جذبات دکهانے کيليے ضروري هے که ميرے جسم ميں شيطان حلول کر جائے "

" سچ هے بيگم ! هر فن ميں کاميابي اسي پر موقوف هے که شيطان جسم ميں حلول کر جائے !" والٹير کا جواب تها !

والٹير کے تمام دشمنوں نے خصوصاً کليسائی حريفوں نے بيک زبان کها هے که شيطان اِسکے اندر حلول کيے تها - چنانچه سينٹ بوف کا قول هے " ابليس اُسکے جسم ميں تها " روميسٹر کهتا هے " يهه شخص ' جهنم کي تمام قوتوں اور هولناکيوں کا مالک تها " !

دراصل والٹير اپنے وقت کا پورا آدمي تها - يورپ کي اٹهارويں صدي کي ادبيات کي سچي تصوير اِس فلسفي شاعر ميں هم ديکهه سکتے هيں - اُسکي تصانيف ميں اُس عصر کي جمله بهلائياں اور برائياں ' دونوں جمع هوگئي هيں - کبهي وه نهايت مذموم ' کج خلق ' بد اطوار ' فحاش ' بے اصول ' مفرط ' اور کمينه نظر آتا هے - کبهي از حد لطيف '

والٹیر

جسنے کلیسائی اور شاہی استبداد کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا!

مہذب، سنجیدہ، با اصول، فیاض، اور دوستوں کا وفادار دکھائی دیتا ھے - کبھی اپنے دوستوں پر جان و مال قربان کرنے پر تلا ھے - کبھی دشمنوں کو پاؤں سے روند ڈالنے پر اڑا ھے - والٹیر ایسی ھی متناقص صفات و اخلاق کا مجموعہ ھے!

لیکن یہ صفتیں اُسکی شخصیت کی اصلی بنیادیں نہیں ھیں - اُسکی شخصیت کے ستون جس چٹان پر قائم تھے، وہ اُسکی اعلی دماغی قابلیت اور حیرت انگیز ذہانت تھی - ثبوت کے لیے کسی تاریخی شہادت کی ضرورت نہیں - اُسکی کتابیں خود سب سے بڑی شہادت ھیں - ننانوے ضخیم جلدیں اُسکی یادگار ھیں - اُنکا ھر صفحہ روشنی کے حرفوں میں لکھا ھے - ھر سطر اپنی جگہہ پر ایک کامل سحر ھے - اِتنی بڑی، اِتنی کثیر، اِتنی متنوع کتابیں، کم لوگوں نے چھوڑی ھیں - وہ معلومات و مباحث کی وسعت و تنوع کے لحاظ سے انسائیکلوپیڈیا کا حکم رکھتی ھیں - تاھم حشو و زوائد بہت کم ھیں -

خود والٹیر کا قول ھے "میرا پیشہ یہ ھے کہ جو کچھہ میرے ذھن میں آئے اُسے کہڈالوں" زندگی بھر اسنے اسی پر عمل کیا - لیکن اسکے ذھن میں ھمیشہ وھی آتا تھا جو کہنے کے لائق ھوتا تھا - لغو افکار سے اسکا دماغ بالا تر تھا، اُسکی سب سے بڑی مہارت یہ تھی کہ ھر خیال کو ایسے پیرایہ میں ادا کردیتا تھا کہ سامعین وجد کرنے لگتے تھے!

والٹیر کی سب سے زیادہ موثر، دلچسپ، اور عجیب تحریریں وہ ھیں، جو اس نے مسیحی کلیسا کے خلاف لکھی ھیں - معلوم ھے کہ اُس نے کلیسا کے وجود اور تعصب کے خلاف (خود اُسی کے لفظوں میں) جنگ مقدس (کروسیڈ) کا اعلان کیا تھا - اِن تحریروں میں اُس نے فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیے ھیں - لفظ اور سطریں نہیں ھیں، جرار فوجیں ھیں جو حملہ آور ھو رھی ھیں - در حقیقت مسیحی کلیسا کے ھزار سالہ تخت حکومت کے پائے اسی کے نوک قلم سے ٹوٹے، اور اس طرح ٹوٹے کہ پھر کسی طرح بھی استوار نہ ھوسکے!

والٹیر کی شہرت صرف اسکی کتابوں اور قصیدوں ھی سے نہیں ھوئی بلکہ وہ بہت بڑا مقرر اور لسان بھی تھا - اِنہیں مختلف قابلیتوں کے مجموعہ نے اُسے اپنے زمانہ کا سب سے بڑا آدمی بنا دیا!

والٹیر، غضب کا محنتی تھا - کام سے کبھی نہیں تھکتا - یہی سبب ھے کہ وہ اتنا بڑا علمی ذخیرہ چھوڑ گیا، جتنا اسکے کسی ھم عصر کے امکان میں نہ تھا - اُسکی غیر معمولی چستی کے ثبوت میں خود اُسی کے بہت سے اقوال پیش کیے جا سکتے ھیں - وہ کہتا ھے:

"سستی اور عدم ایک چیز ھے"

ایک اور جگہہ لکھتا ھے:

"تمام آدمی اچھے ھیں، بجز اُنکے، جنکے پاس کرنے کے لیے کوئی کام نہیں!"

اُسکے سکریٹری کا بیان ھے:

"والٹیر بڑا سخی تھا - صرف اپنے وقت میں بخل کرتا تھا"

اُسکا مشہور مقولہ ھے:

"زندگی کے مصائب کم کرنے کے لئے نفس کو ھمیشہ زیادہ سے زیادہ کام میں مشغول رکھنا چاھئے... میری عمر جتنی زیادہ ھوتی جاتی ھے، محنت کی ضرورت کا اتنا ھی زیادہ یقین ھوتا جاتا ھے - جو شخص محنت کا عادی ھوجاتا ھے، اُسے محنت میں اتنی مسرت حاصل ھوتی ھے کہ زندگی کی تمام کافتیں بھول جاتا ھے"

اُسکا یہ قول ضرب المثل ھوگیا ھے:

"اگر خود کشی منظور نہیں ھے تو اپنے لیے کوئی کام پیدا کرلو"

اِسی جملہ سے لوگوں نے خیال کیا ھے کہ اسکے دل میں خود کشی کا خیال پیدا ھوا کرتا تھا - اسی لیے وہ ھمیشہ کام میں منہمک رھتا تھا -

(اٹھارھویں صدی کی روح)

ویکٹر ھیوگو کا قول ھے:

"والٹیر اور اُس کی روح کا سمجھہ لینا پوری اٹھارھوی صدی کی روح کا سمجھہ لینا ھے"

"اٹلی ایک بڑی تہذیب کا منبع تھا - جرمنی سے اصلاح دینی کا سر چشمہ پھوٹا - لیکن فرانس؟ تو فرانس میں والٹیر تھا - والٹیر ایک پوری قوم تھا - انقلاب عظیم کی دعوت تھا - نہیں، سرتاپا انقلاب تھا - فرانس کا مشہور انقلاب، جس نے خون کی موجوں سے ایک نئی دنیا پیدا کردی، والٹیر ھی کا ایک افسون حیات تھا - یہ شخص اپنے اندر سب کچھہ رکھتا تھا - اُس میں "مونٹین" کا شک تھا - "رابیلیہ" کا تمسخر تھا - "لوتھر" کی حملہ آورانہ قوت تھی - اُسی نے میرابو، مورات، دانتن، روبسپیر، پیدا کیے تھے، اور وہ بارود بنائی تھی جس سے اُنہوں نے دنیا کے تمام نظام ھاے قدیم کی عمارتیں بہ یک دفعہ ھوا میں اڑادیں!"

لامارتین کہتا ھے:

"اگر انسان کا عمل اُس کی عظمت کا میزان ھے تو بلا شک والٹیر موجودہ یورپ کا سب سے بڑا کاتب تھا - قدرت نے اُس کی عمر میں برکت دی - ۸۳ سال زندہ رھا - قدیم نظام کے معائب معلوم کیے، اس کے خلاف جہاد کیا، اور جب مرا تو وھی فتحمند تھا -"

کسی مصنف کو بھی اپنے عہد میں اِتنا اقتدار حاصل نہیں ھوا، جتنا والٹیر نے حاصل کیا تھا - تمام جہان اُس کا مخالف تھا - کلیسا جو اُس وقت تک سب سے بڑی قوت تھی، دشمن تھا - حکومت خون کی پیاسی تھی - اُسے قید کیا گیا - جلا وطن کیا گیا - ذلیل کیا گیا - اُس کی کتابیں روکی گئیں، جلائی گئیں،

حتی کہ چھاپنے ، بیچنے ، اور پڑھنے والوں تک کو سزا دی گئی - مگر والٹیر کے عزم و ہمت میں فرق نہ آیا - وہ تمام دشمنوں پر غالب آیا - تمام مشکلات پر فتحمند ہوا - اُس نے ہمیشہ حق و حقیقت کا اظہار کیا اور بالاخر دنیا کی گردنیں اُس کے علمی و عقلی جبروت کے آگے جھک گئیں - یا تو اُسے ذلیل سمجھا جاتا تھا - یا پھر یہ ہوا کہ پادشاہ ، شہنشاہ ، اور روم کے پوپ تک ، اُس کی خوشامدیں کرنے لگے - سب اُس کی ہیبت سے لرز اٹھے - پاپاؤں کی روحانی گدی اور بادشاہوں کے زریں تخت ہلنے لگے آدھی دنیا نے اِس ساحر کیلیے اپنے کان کھول دئے ، اور اُس کی زبان و قلم کا ہر لفظ باشندگان یورپ کے دلوں میں اُتر گیا !

والٹیر ایک ایسے زمانہ میں پیدا ہوا تھا جس کی سب سے بڑی ضرورت تخریب اور شکست و ریخت تھی - جرمنی کا نیٹشے کہتا ہے " ہنسنے والے شیروں کے نمودار ہونے کی ضرورت ہے " والٹیر کے یہ نہیں کہا ، مگر وہ سچ مچ کو شیر کی طرح گرجتا اور ہنستا ہوا اٹھا ، اور قدیم نظام کی کہنہ عمارت ڈھا دی - در حقیقت یورپ کی موجودہ بیداری اور تہذیب کا سہرا دو ہی آدمیوں کے سر ہے : والٹیر اور روسو - اِنہی دونوں نے انقلاب فرانس کی تخم ریزی کی ، اور وہ سب کچھ مہیا کر دیا جس کی اِس انقلاب کو ضرورت تھی - بدنصیب لوئی شانزدھم نے قتل ہونے سے چند دن پہلے قید خانہ میں والٹیر اور روسو کی کتابیں دیکھی تھیں - وہ بے اختیار چلا اٹھا " اِنہی دو آدمیوں نے فرانس کو برباد کیا ہے ! " ظاہر ہے کہ فرانس کی بربادی سے بدنصیب بادشاہ کا مقصود اپنے خاندان کی بربادی تھی - نپولین اعظم کہا کرتا تھا " بور بون (فرانس کا خاندان شاہی) اپنا تخت و تاج محفوظ رکھہ سکتا تھا اگر والٹیر اور روسو کا منہہ بند کر دیتا " خود والٹیر کہتا ہے " کتابیں ہی قوموں پر حکومت کرتی ہیں " اِسی کا مقولہ ہے " دماغی تربیت سے بڑھکر کوئی ذریعہ آزادی کا نہیں " ایک اور موقعہ پر اُس نے کہا " جب قوم سوچنے لگ جائے تو پھر منزل مقصود سے اُسے روکنا نا ممکن ہو جاتا ہے " والٹیر کے ظہور کے ساتھہ فرانس نے سوچنا شروع کیا ، اور دنیا کی کوئی قوت بھی اُسے آگے بڑھنے سے روک نہ سکی -

(مختصر سوانح حیات)

والٹیر کا اصلی نام " فرانسو ماری اوریہ " ہے - سنہ ١٦٩٤ ع میں پیرس میں پیدا ہوا - اُس کا باپ رجسٹرار تھا اور ماں ایک شریف گھرانے کی خاتون تھی - خیال کیا جاتا ہے کہ والٹیر نے اپنی غصہ ور طبیعت اپنے باپ سے ورثہ میں پائی تھی ، اور ذہانت ماں سے - والٹیر کے پیدا ہونے میں اُس کی ماں کو اِتنی تکلیف ہوئی کہ جانبر نہ ہو سکی - وہ خود بھی از حد کمزور تھا - حتی کہ اُس کی دائی نے گود میں لیتے ہی کہہ دیا تھا " بچہ ایک دن سے زیادہ نہیں جیئگا " لیکن اُس کا اندازہ غلط تھا - وہ ٨٤ سال تک زندہ رہا - البتہ بیماریوں اور جسمانی تکلیفوں میں ہمیشہ مبتلا رہا -

والٹیر کا ایک بڑا بھائی بھی تھا - اسکا نام " ارمان " تھا - لیکن وہ آزاد خیالی کے جرم میں کلیسا کے حکم سے قتل کر ڈالا گیا - اُسکا ایک واقعہ بہت مشہور ہے - وہ جب قید تھا اور پھانسی کا حکم صادر ہوگیا تھا ، تو بعض دوستوں نے رائے دی - توبہ کر کے جان بچالے - لیکن یہ سنکر وہ بہت غضب ناک ہوگیا - اُس نے کہا " دوستو ! شکریہ - اگر تم خود پھانسی پر لٹکنا پسند نہیں کرتے تو اُن لوگوں کی راہ کیوں روکتے ہو جو پھانسی پانا پسند کرتے ہیں ؟ "

والٹیر کا باپ اپنے دونوں لڑکوں کی شکایت کیا کرتا تھا " خدا نے مجھے دو پاگل بیٹے دیے ہیں : ایک کو نثر کا جنون ہے ، دوسرے کو نظم کا " والٹیر نے شعر کہنا اُس وقت سے شروع کیا جبکہ وہ اپنا نام بھی صحیح طور پر نہیں لکھہ سکتا تھا - اُسکا باپ عملی زندگی کا عادی تھا - اُسنے اپنے لڑکے کی یہ حالت دیکھکر افسوس کے ساتھہ یقین کر لیا کہ یہ بالکل ناکارہ نکلیگا - اُسے کیا معلوم تھا ، ایک دن اُسکا یہی " ناکارہ " تمام یورپ کا سب سے بڑا اہل قلم تسلیم کیا جائگا !

والٹیر کی ماں کے انتقال کے بعد اُسکا خاندان پیرس چھوڑ کر دیہات میں جا بسا - یہاں ایک دولتمند فاحشہ نے والٹیر کو دیکھا اور اُسمیں آثار ذہانت و نجابت پائے - چنانچہ مرنے سے پہلے وہ یہ نیک کام کر گئی کہ دو ہزار فرانک والٹیر کو ھبہ کر دیے - تا کہ " اس روپیہ سے اُسے کتابیں خرید دی جائیں " .

والٹیر کو اِن کتابوں سے بڑا نفع ہوا - وہ عمر بھر اِس آبرو باختہ عورت کا احسان مند رہا - اِسکے بعد ایک راھب کو اُس سے محبت ہو گئی - لیکن یہ راھب دراصل ملحد تھا - اِس نے اُسے شک و الحاد کی تلقین کی ، اور کلیسا کی طرف سے نفرت و انکار دلنشین کر دیا -

اِسکے بعد وہ پادریوں کے مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے کیلیے داخل کیا گیا - یہاں اُسنے فن مناظرہ اور علم کلام سیکھا - اُس وقت بڑا علمی کمال یہ سمجھا جاتا تھا کہ ایک ہی مسئلہ کو بہ زور جدل دو متناقض پہلوؤں سے ثابت کردیا جائے - والٹیر نے اِس فن میں کمال حاصل کر لیا - نتیجہ یہ نکلا کہ کسی مسئلہ پر بھی اُسے یقین باقی نہ رہا - مدرسہ میں وہ بڑا محنتی طالب علم مشہور تھا - حتی کہ فرصت کے اوقات میں بھی جبکہ اور لڑکے کھیل کود میں مصروف ہوتے ، وہ اساتذہ سے لاھوتی مسائل پر بحث کیا کرتا - اپنی طالب علمانہ زندگی کے متعلق وہ کہا کرتا تھا " پادریوں نے مجھے لاطینی زبان اور بہت سی بیہودہ بکواس سکھائی ہے ! "

تعلیم ختم کرنے کے بعد اُسے عملی دنیا کی طرف توجہ ہوئی ، اور اپنے لیے کوئی پیشہ منتخب کرنا چاہا - اُسنے اپنے باپ سے بلا پس و پیش کہدیا " میں شعر و ادب کو اپنا پیشہ بناؤنگا " باپ بہت خفا ہوا اور بہت سمجھایا - مگر اُسنے ایک نہ سنی اور اپنی ہٹ پر قائم رہا - لطف یہ ہے کہ اِس پیشہ کے متعلق خود اُسکی رائے یہ تھی : " شعر و ادب اُن لوگوں کا مشغلہ ہے جو اجتماعی زندگی میں بے فائدہ بننا اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کے سر پر بوجھہ ہونا چاھتے ہیں - یہ اُن لوگوں کا پیشہ ہے جو بھوکوں مر جانا پسند کرتے ہیں "

٢١ - برس کی عمر تک والٹیر نے اپنے تئیں رندی و عیاشی کیلیے وقف کر رکھا تھا - راتیں باھر گزارتا تھا اور دن گھر پر :

همه شب شراب خوردن همه روز خواب کردن !

اُسکے والد کو اِس بتہتک سے بڑی تکلیف تھی - اُسنے لاکھہ کوشش کی مگر اصلاح کی کوئی صورت نہ نکلی - آخر اپنے ایک سخت گیر رشتہ دار کے ہاں بھیجدیا - شروع میں تو اِس نئے مربی نے بڑی سختی کی - لیکن پھر اُسکی غیر معمولی قابلیت و ذہانت دیکھکر آزاد چھوڑ دیا - والد کو معلوم ہوا تو اُسنے واپس بلا لیا اور ہالینڈ میں فرانسیسی سفیر کے حوالہ کر دیا کہ اپنی نگرانی میں رکھے - یہیں ہالینڈ کے پائے تخت لاھائی میں والٹیر نے ایک دو شیزہ سے عشق کیا ، مگر راز جلد کھل گیا ، اور حضرت کو ہزاروں حسرتوں کے ساتھہ وطن بھاگنا

پڑا - یہ اُس کا پہلا عشق تھا - اسلیے عمر بھر اسکی چبھن دل میں باقی رہی !

سنہ ۱۷۱۵ - میں والٹیر اپنے والد سے علعدہ ہوکر پیرس پہونچا - اِسی زمانہ میں لوئی چہاردہم نے انتقال کیا اور لوئی پانزدہم تخت نشین ہوا - بادشاہ کمسن تھا ' اسلئے سلطنت کی باگیں اُسکے مربی فلیپ ڈورلین کے ہاتھوں میں آگئیں - یہ شخص کم ہمت اور ضعیف الارادہ تھا - ملک میں بد امنی پہیل گئی - پیرس اِسکا مرکز تھا - والٹیر شورش پسندوں میں داخل ہوگیا ' اور اپنی بے باکی اور جرات کی وجہ سے بہت جلد ممتاز جگہ حاصل کرلی -

اُسکی جرات کا اندازہ صرف اِس ایک واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ نائب سلطنت نے کفایت شعاری کے خیال سے شاہی اصطبل کے آدھے گھوڑے بیچ ڈالنے کا حکم دیا تھا - اِس پر والٹیر نے ایک مضمون میں لکھا " کاش نائب سلطنت آدھے گدھوں کی فروخت کا بھی حکم صادر کردیتے جو حکومت کی اونچی کرسیوں پر بیٹھتے ہیں ! "

حکام کی نظر سے یہ مضمون گذرا تو سخت برہم ہوے - پھر نائب سلطنت کی ہجو میں دو قصیدے شایع ہوئے اور خیال کیا گیا کہ والٹیر نے ہی لکھے ہیں - اب پوری حکومت اُسکی دشمن ہوگئی - ایک دن کسی تقریب کی مجلس میں نائب سلطنت نے والٹیر کو دیکھا اور بلاکر کہا " میں تم سے شرط باندھتا ہوں کہ عنقریب تمہیں ایک ایسی جگہ دیکھاؤنگا جسے تمہاری ان آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا ہے ! " والٹیر نے تمسخر سے سوال کیا " وہ کون جگہ ہوسکتی ہے ؟ " نائب نے کہا " باسٹل کی تاریک کوٹھریاں ! "

اِس گفتگو پر پورے چوبیس گھنٹے بھی نہیں گذرے تھے کہ والٹیر باسٹل کے خوفناک قید خانہ میں بند تھا - یہ واقعہ سنہ ۱۷۱۷ - کا ہے - کاش اُس وقت حکومت کو معلوم ہوتا کہ ایک دن بھی باسٹل والٹیر کے پیدا کردہ انقلاب کے ہاتھوں منہدم ہوکر رہیگا !

اِس وقت تک والٹیر اپنے اصلی نام " فرانسوا ماری اروبہ " سے مشہور تھا - لیکن قید ہونے کے بعد آیندہ حکومت کے شکنجہ سے بچنے کے لیے ' ایک فرضی نام اختیار کرلیا جو والٹیر تھا - یہ فرضی نام اس درجہ مشہور ہوا کہ آج تاریخ کے سوا کہیں بھی اس کا اصلی نام نہیں ملسکتا -

قید خانہ میں اُسنے بڑی ہمت و جرات سے کام لیا ' اور اپنی شہرۂ آفاق کتاب " ہنریاڈ " تصنیف کی - یہ در اصل ہنری چہارم کا قصہ ہے جو پہلے پروٹسٹنٹ ہوا تھا - پھر دوبارہ کیتھولک ہو گیا ' اور آخرکار قتل کیا گیا -

قید خانہ میں وہ گیارہ مہینے رہا - اِس اثنا میں اُسے سخت جسمانی تکلیفیں دی گئیں - لیکن بعد میں خود نائب سلطنت کو رحم آ گیا - عزت کے ساتھہ رہا کر دیا گیا اور سالانہ وظیفہ بھی مقرر ہوگیا - والیٹر کی شوخ طبعی کا اندازہ اِس سے ہو سکتا ہے کہ اُس نے نائب سلطنت کو شکریہ کا خط اِن الفاظ میں لکھا تھا :

" اعلیٰ حضرت نے میرے رزق کا جو اہتمام کیا ہے ' اس کے لیے شکر گزار ہوں - مگر میری دست بستہ درخواست ہے کہ میری سکونت کے انتظام کرنے کی حضور کبھی زحمت گوارا نہ کریں !

اُسکا اشارہ قید خانہ کی طرف تھا -

باسٹل سے نجات پانے کے بعد والٹیر نے اپنا مشہور ڈراما " اوڈیپ " لکھا - یہ ایک نہایت ہی درد انگیز قصہ ہے - بہت مقبول ہوا اور مسلسل ۴۵ دن تک پیرس کے تھیٹروں میں دکھایا گیا - والٹیر کے والد کو اِسکا حال معلوم ہوا تو خاص اُسکے دیکھنے کے لیے پیرس آیا - تماشہ دیکھنے وقت اپنی مسرت بار بار یہ کہکر ظاہر کرتا " آہ شیطان آہ شیطان ! "

سی ڈراما میں اُسنے اپنے یہ انقلاب انگیز خیالات ظاہر کیے تھے :

" ہمارے کاہن ویسے نہیں ہیں جیسا سادہ لوح عوام اُنہیں سمجھتے ہیں "

" اِن کاہنوں کے علوم و معارف کیا ہیں ؟ در اصل ہماری سادہ لوحی اور زود اعتقادی ہی اُن کے علوم و معارف ہیں ! "

" ہمیں اپنی قوت پر یقین کرنا اور ایمان لانا چاہیے - ہر چیز خود اپنی آنکھوں سے دیکھنی چاہیے - در حقیقت ہماری عقل ہی ہمارا معبود ' ہمارا عبادت خانہ ' اور ہمارا کاہن ہے "

اِس ڈراما سے والٹیر نے چار ہزار فرنک حاصل کیے - اُس نے یہ رقم ضایع نہیں کی - بلکہ اُسے اپنا راس المال قرار دیا اور بڑی ہوشیاری سے اُسے بڑھاتا رہا - اُسکا اصول تھا کہ آدمی کو اپنی روزی اپنی محنت سے کمانی چاہیے اور اپنی کمائی سے کچھہ نہ کچھہ پس انداز ضرور کرنا چاہیے - وہ کہا کرتا تھا " فلسفہ چھانٹنے سے پہلے آدمی کو زندہ رہنے کی حکمت سیکھنی چاہیے " !

الهلال

کا

یہ ۷ - واں نمبر ہی

لیکن

اِس وقت تک ترسیع اشاعت کے لیے دفتر نے آپکو کوئی زحمت نہیں دی ہے - کیا آپ کو خود اِس طرف توجہ نہ ہوئی ؟

اس میں شک نہیں کہ اصحاب ذوق نے جس طرح الہلال کا استقبال کیا ' شاید ہی اُسکی کوئی دوسری نظیر اردو اخبارات میں مل سکے - لیکن مشکل یہ ہے کہ پرچہ کی ترتیب و طباعت کا معیار بہت بلند ہے ' اور قیمت اُسکے مقابلہ میں بہت کم - اب یا تو قیمت بڑھانی چاہیے - یا اتنی وسیع اشاعت ہونی چاہیے کہ اُس سے قیمت کی کمی کی تلافی ہوجاے -

تاریخ و عبر

فرانس کا فاتح اعظم اور اسلام

کیا نپولین مسلمان ہوگیا تھا ؟

اٹھارهویں صدي کے اوائل کا ایک تاریخي مبحث

نپولین کا حملۂ مصر اس کي فاتحانه اولعزمیوں کا ایک غیر معمولي واقعه هے - اُس کي زندگي کے تمام مورخوں نے یه واقعه بڑي شرح و تفصیل سے لکھا هے - یکم جولائي سنه ۱۷۹۸ع کو فرانسیسي فوج نے سرزمین مصر پر قدم رکھا تھا ' اور سنه ۱۸۰۱ع میں واپسي پر مجبور هوئي تھي -

لیکن اس حمله کي داستان کا ایک واقعه ایسا هے جس میں نه توتمام مورخ متفق هوسکے - نه کوئي ایک رائے مضبوطي کے ساتھه ظاهر کي جاسکي - بعضوں نے اُسے اِس درجه غیر وقیع تصور کیا که یکقلم نظر انداز کر دیا - بعضوں نے اس قدر اهمیت دي که خاص خاص عنوان اور ابواب اُس کے لیے ترتیب دیے - نپولین کے عهد میں اور اُس کے کچھه عرصه بعد تک اُس کي مخالفت اور موافقت کے جذبات نهایت شدید تھے - اس لیے یه واقعه مخالفوں کے لیے بهت زیاده اهم ' مگر موافقوں کے لیے نظر انداز کر دینے کے قابل تھا -

یه نپولین کے مسلمان هونے یا اپنے تئیں مسلمان ظاهر کرنے کا واقعه هے -

تمام تاریخیں متفق هیں که نپولین نے مصر پہنچنے سے پہلے هي ایسے اعلانات طیار کر لیے تھے جن میں باشندگان مصر کو مخاطب کیا گیا تھا اور مملوکوں کے خلاف (جو وهاں عملاً حکمراني کر رهے تھے اگرچه حکماً سیادت دولۃ عثمانیه کو حاصل تھي) اُبھارا تھا - ان اعلانات میں نپولین نے یه بھي لکھا تھا " میں اسلام و قرآن کا مخالف نهیں هوں - بلکه سچا حامي هوں - میں چاهتا هوں ' اصلي اسلام تازه هوجائے ' اُس کي عظمت و شوکت برقرار رهے ' اور اُس کے دشمن ناکام و نامراد هوں " اس میں بھي سب کا اتفاق هے که اس نے مصر جاتے هوئے راسته میں اسلام و قرآن کي نسبت غیر معمولي واقفیت حاصل کرلي تھي - وه مصر کے علما و مشائخ کو اپني واقفیت سے متعجب کردینے کي کوشش کرتا ' اور اُنھیں بار بار یقین دلاتا که اسلام کي بهت بڑي عزت اُس کے دل میں هے - اس سے بھي کسي نے انکار نهیں کیا هے اور خود اُس نے بھي اپنے سینٹ هلینا کے خود نوشته تذکره میں اعتراف کیا هے ' که اسلام قبول کرنے کے مسئله پر اُس نے مصر کے مشائخ سے طول طویل گفتگو کي تھي ' اور وه کم سے کم شرطیں معلوم کرلي تھیں جو مسلمان هونے کے لیے ضروري هیں - یه واقعه بھي مسلّم هے که اُس کے بعض فوجي افسر مسلمان هوگئے تھے اور مسلمان خاندانوں میں رشته داریاں کرلي تھیں - چنانچه ژاک مینو جو کلیبر کے قتل کے بعد مصر کا فوجي حاکم منتخب هوا تھا ' علانیه مسلمان هوگیا تھا ' اور " عبدالله جاک " کے نام سے مشهور تھا - اُس نے ایک مسلمان عورت سے نکاح بھي کر لیا تھا -

لیکن ان تمام متفقه امور کے ساتھه جس بات میں اختلاف هے ' وه یه هے که نپولین نے اپنے آپ کو اسلام کا پیرو بھي ظاهر کیا تھا یا نهیں ؟

اُس کے مخالفین کهتے هیں - وه مسلمان هوگیا تھا - یا کم از کم اپنے آپ کو مسلمان ظاهر کیا تھا - اُنھوں نے نپولین کے جرائم کي فهرست میں یه واقعه بھي شامل کیا هے ' اور اس سے اُسکي طبعي منافقت ' بے دیني ' اور ابن الوقتي پر استدلال کیا هے -

نپولین نے جب شام پر حمله کیا ' تو سر سڈني اسمتھه نے جو انگریزي بیڑه کا امیر البحر تھا شام کے عیسائیوں کے نام ایک اعلان بھیجا تھا - اسمیں لکھا تھا : " وه انگریز امیر البحر پر جو ایک سچا مسیحي بهادر هے پوري طرح بھروسه کریں ' اور نپولین کي کچھه پروا نه کریں جو پہلے ایک بے اصول مرتد تھا ' اور اب مصر کے شیخوں کے هاتھه پر مسلمان هو چکا هے ! "

نپولین کے مشهور بحري حریف لارڈ نیلسن نے اپني مشهور اور تاریخي آشنا ' لیڈي هملٹن کو لکھا تھا :

" یه کوئي تعجب کي بات نهیں که وه (نپولین) مصر میں دین محمدي کا غازي بن گیا هے اور اسکي خبریں هندوستان کے تباه شده مسلمان نبابوں (نوابوں) تک پهنچ گئي هیں - مجھے یقین هے - اگر اُسے اسٹریلیا کے باشندوں کو خوش کرنے کي ضرورت هوتي تو وه بلا تامل اپنے تمام فوجي افسروں کے ساتھه اُس درخت کے تنه کي پوجا شروع کر دیتا جسپر وه مردوں کي کھوپڑیاں رکھا کرتے هیں ! "

انقلاب فرانس کا مشهور ابن الوقت تیلراند Talleyrand نپولین کے تذکره میں لکھتا هے " اُس نے کبھي اس بات پر ندامت ظاهر نهیں کي که وه مصر کے اماموں اور شیخوں کے سامنے مملوکوں کي پگڑي اور جبه پهنکر گیا تھا ' اور کها تھا ' میں دین محمدي زنده کرنے اور اسکے لیے جنگ مقدس کرنے آیا هوں ! "

نپولین کا مشهور انگریز سوانح نویس ایلیسن کهتا هے " یه اُس کي زمانه ساز اور ابن الوقت طبیعت کا سب سے زیاده مکمل مظهر تھا - اگر نیلسن نے ابو قیر کا بیڑا تباه نه کر دیا هوتا اور قسمت اس سے موافق هوتي ' تو یقیناً وه هندوستان کے ساحل پر قرآن حمایل کیے هوے اُترتا ' اور حیدر علي سے کهتا : میں دین محمدي کے دشمنوں کو هندوستان سے نکالنے کیلیے آگیا هوں - اُسکے بعد اگر وه دیکھتا که هندوستان کے کروڑوں بت پرستوں کو رام کرنے اور انگریزوں کے بر خلاف اُبھارنے کیلیے اِسکي ضرورت هے که اپنے آپ کو مقدس دیوتاؤں کا پرستار ظاهر کرے ' تو اس میں بھي اُسے اتنا هي تامل هوتا ' جتنا تامل مسلمان هونے میں هوا تھا ! " -

سر والٹر اسکاٹ کا قلم اُن تمام انگریز اهل قلم میں جنھوں نے اُس عهد میں نپولین پر قلم اُٹھایا هے ' زیاده مسلّم تسلیم کیا گیا هے - وه بھي اس واقعه میں نپولین کي " منافقانه طبیعت " کا پورا ظهور دیکھتا هے اور لکھتا هے " مصر کے متعصب ... صرف ایک

پر جوش نو مسلم هي کا استقبال کر سکتے تھے - بونا پارٹي (بونا پارٹ کو اسکي فوج محبت سے اور انگريز حقارت سے "بونا پارٹي" کہتے تھے) اسکے ليے بھي بے دريغ طيار ہو گيا "

نپولين کے مورخوں ميں فين سب سے زيادہ جوش مخالفت رکھتا ھے - اس نے اپني تاريخ صرف اسليے لکھي ھے تا کہ وہ تمام مواد جمع کر دے جو نپولين کي مخالف جماعتوں نے اسکے خلاف راے عامه پيدا کرنے کيليے طيار کيا تھا - وہ اس معامله ميں اسکي " انتہا درجه کي شيطنت " محسوس کرتا ھے ؛ اور واقعه کے نا گوار پہلوؤں کي تکميل کيليے اتنا حصه اور بڑھا ديتا ھے کہ " اس نے بار بار مسلمان مشايخ کو خوش کرنے کيليے مسيحي مذهب کي هنسي اڑائي اور عيسائيوں کو گالياں ديں "

بوربون خاندان اور انکے حاميوں نے نپولين کے خلاف تبليغ و اشاعت کا ايک خاص صيغه قائم کر رکھا تھا - هر مہينه کوئي نه کوئي رساله انگلستان سے چھپکر نکلتا اور تمام يورپ ميں تقسيم کيا جاتا - اس کام کيليے تنخواہ دار اهل قلم مہيا کيے گئے تھے - انھي ميں ايک شخص تيير نامي تھا - اسنے ايک رسالہ اس موضوع پر لکھا تھا کہ " کيا بونا پارٹ ترک (مسلمان) ہو گيا ھے ؟ " تھيرس اس رساله کا ذکر کرتے ہوے لکھتا ھے " اس ميں نپولين کي کئي تصويريں اس طرح کي بنائي گئي تھيں ' جيسي از منۂ وسطی (مڈل ايجز) ميں پيغمبر اسلام کي بنائي گئي تھيں - نہايت خونخوار قيافه - چشم و ابرو سے قتل و خونريزي کے جذبات ٹپک رہے هيں - ايک هاتھه ميں برهنه تلوار ھے - دوسرے ميں قرآن "

چند سالوں کے بعد جب نپولين نے پوپ کو پيرس بلايا تاکه اُس کي تاج پوشي کي رسم ادا کرے ' تو لنڈن کے ايک اخبار کا کارٹون بہت مشہور ہوا تھا - اس ميں نپولين کے ايک هي دھڑ پر دو رو پشت چہرے بنائے تھے - ايک پر پگڑي تھي - ايک برهنه تھا - پگڑي والے سر کے منھه سے يه الفاظ نکل رہے تھے " ميں مشرق ميں اس ليے آيا هوں تا که دين محمدي زنده کردوں " مگر برهنه سر کہه رہا تھا " ميں مشرق سے واپس آگيا تاکه نوٹر دم کے گھنٹوں کا مقدس بلاوا سنوں ! " پہلا جمله نپولين کے اعلان مصر سے ماخوذ تھا - دوسرا اُس کي ايک پر جوش تقرير سے ' جس ميں اُس نے مذهب کي ضرورت اور تاثير پر زور ديتے ہوئے کہا تھا " ميرے حافظه ميں کسي چيز کي ياد اس قدر عميق تاثير پيدا نہيں کرتي ' جس قدر گرجے کے گھنٹے کي مسلسل صدائيں "

ليکن جب که مخالفين نے اس معامله کو اس درجه اهميت دي ' تو موافقين نے بھي اُس کي اهميت گھٹانے ميں کوئي کمي نہيں کي - نپولين کے اکثر ثنا خواں اس بارے ميں ساکت رہے هيں - بعضوں نے ذکر کيا بھي ھے تو اس سے زيادہ نہيں که اُس نے اپنے اعلانات ميں اپنے آپ کو اسلام کا دوست ظاهر کيا تھا - بعض نے انکار و تغليط ميں صراحت سے بھي کام ليا ھے اور لکھه ديا ھے کہ " يه واقعه هي سرے سے غلط ھے " فوشے اور کليبر مورخانه سنجيدگي کے ساتھه لکھتے هيں " منجمله اُن تہمتوں کے جو شہنشاہ کے دشمنوں نے تراشي تھيں ايک تہمت يه بھي تھي " گين تھيوم اور ليس کيس نے (اور آخر الذکر اُن لوگوں ميں سے ھے جو سينٹ هلينا ميں نپولين کے رفيق رہے تھے) اس معامله کا کوئي ذکر نہيں کيا ھے - بيورين نپولين کا سکريٹري اور مصر و شام ميں اُس کے ساتھه تھا - وہ نپولين کے واقعات مصر بہت تفصيل سے بيان کرتا ھے ' ليکن اس معامله کا کوئي ذکر نہيں کرتا - خود نپولين نے سينٹ هلينا ميں اپنے سوانح حيات پر اپنے خيالات قلمبند کرائے تھے جو دو جلدوں ميں مرتب ہو کر شائع ہوئے - اس ميں وہ مصر کے واقعات کا به تفصيل ذکر کرتا ھے - اسلام کا بھي ذکر کرتا ھے - يه بھي کہتا ھے که اگر ضرورت ہوتي تو اسلام قبول کر کے تمام اسلامي ممالک زير نگيں کر ليتے اور ايک عظيم مشرقي مملکت کي بنياد رکھديني ميں مجھے تامل نه ہوتا - ليکن اس کا اعتراف نہيں کرتا که اُس نے اسلام قبول کر ليا تھا -

(مصر کے مسلمان مورخ)

نپولين کے حملۂ مصر کا زمانه اگرچه مشرق کے دماغي و علمي تنزل کے بلوغ کا زمانه تھا ' اور مصر و شام کے عہد وسطی کي رهي سہي علمي قوتيں نويں صدي هجري ميں تقريباً ختم ہو چکي تھيں ' تا هم جامع ازهر کے وسيع حلقۂ درس و تدريس کي بدولت علم کي کميت بدستور قائم تھي - اگرچه کيفيت مفقود ہوچکي تھي - شہاب الدين خفاجي صاحب درة الغواص - سيد مرتضی زبيدي صاحب تاج العروس - شمس الدين الشامي صاحب سيرة الشاميه و عقود الجمان - ابو بکر مرعي صاحب [illegible] الدريه - نور الدين الحلبي صاحب سيرة حلبيه - ابن [illegible] المحبي صاحب خلاصة الاثر - ابو الفتح اسحاقي صاحب لطف الاخبار - ابو العباس مقري صاحب نفح الطيب - شمس الدين بکري صاحب تحفة البهيه - ابن يوسف الحلاق صاحب تحفة الاحباب - شمس الدين تمرتاشي صاحب تنوير الابصار - شرنبلالي شارح متون حنفيه - شيخ اسماعيل زرقاني شارح موطا و مواهب - وغيرہ علماء مصر کا زمانه تقريباً گيارھويں اور بارھويں صدي هجري کا زمانه ھے ' اور اُس عہد سے متصل ھے جب نپولين مصر ميں داخل ہوا ھے - هجري سنه کے حساب سے حملۂ مصر سنه ۱۲۱۳ - ميں ہوا ھے - يعني تيرھويں صدي کے بالکل اوائل ميں -

چنانچه هم ديکھتے هيں که ' اس زمانے ميں بھي علماء مصر و شام ' خصوصاً علماء ازهر کي ايک بہت بڑي تعداد موجود تھي جو درس و تدريس کے ساتھه تصنيف و تاليف کا مشغله بھي رکھتي تھي - ان ميں سب سے زيادہ نماياں اشخاص جنکا نپولين اور فرانسيسي حکام سے زيادہ سابقه رہا ' يا انھوں نے اُس عہد کے حالات قلمبند کيے ' حسب ذيل هيں :

(۱) شيخ عبد الله الشرقاوي : جامع ازهر کے مشاهير اساتذہ ميں سے تھے - نپولين نے مصر کے شہري انتظام کے ليے چودہ ارکان کي ايک مجلس شوری بنائي تھي جو " ديوان " کے نام سے پکاري جاتي تھي - شيخ شرقاوي کو اسکا رئيس منتخب کيا تھا - انھوں نے ۲۰ - سے زيادہ کتابيں يادگار چھوڑي هيں - ان ميں ايک قيمتي کتاب تحفة الناظرين ھے جس ميں فرانسيسيوں کے حمله سے ليکر انکي واپسي تک کے چشم ديد حالات بالاختصار بيان کيے هيں - سنه ۱۱۵۰ ميں پيدا ہوے ' اور ۱۲۲۷ مطابق سنه ۱۸۱۲ ميں انتقال کيا - تحفة الناظرين مصر ميں چھپ گئي ھے -

(۲) شيخ سليمان فيومي : يه بھي اساتذۂ ازهر ميں سے تھے ' اور مشيخت کے درجه تک پہونچ چکے تھے - نپولين نے انھيں بھي " ديوان " کا رکن منتخب کيا تھا - نپولين کے جانے کے بعد جب سردار عسکر کليبر کو سليمان حلبي نے قتل کرڈالا اور فرانسيسيوں نے فوجي عدالت ميں تحقيقات کي ' تو يه بڑے مخمصه ميں پھنس گئے - ليکن بالاخر نجات پائي - انھوں نے بھي ايک مختصر رساله

حوادث مصر پر لکھا ہے : " الوقائع و النوازل " سنه ۱۲۳۲ ھ مطابق سنه ۱۸۱٦ میں انتقال کیا -

(۳) شیخ خلیل البکری - مصر میں عرصه سے خاندان وفائیه کا سجادۂ طریقت قائم ہے - چونکه نسلاً حضرۃ " ابوبکر" کی اولاد میں ھیں - اسلیے " بکری " کہلاتے ھیں - جو شخص سجادہ نشین ہوتا ہے اسے " نقیب السادات " کے لقب سے موسوم کیا جاتا ہے جو سرکاری لقب ہے - نپولین کے زمانه میں سجادہ نشین شیخ خلیل تھے - نپولین نے انھیں بھی دیوان کا رکن چنا تھا - ان میں اور نپولین اور دوسرے فرانسیسی افسروں میں بہت زیادہ رسم و راہ پیدا ہوگئی تھی - نپولین اکثر انکے مکان پر آتا - یه اسکی دعوتوں میں شریک ہوتے - انھی نے نپولین کو ایک چرکسی غلام بطور ھدیه کے دیا تھا جسے نپولین اپنے ھمراہ فرانس لے گیا تھا - یه شاعر اور ادیب تھے - اسوقت کے حوادث مصر پر متعدد قصائد لکھے

نپولین مصری اسلامی لباس میں

جب اس نے جامع ازھر اور جامع حسنی میں نماز جمعه ادا کی تھی

ھیں - بعض فرانسیسی مستشرقین اپنے ساتھ لیگئے اور پیرس میں ترجمه کے ساتھ شائع کیا - سنه ۱۲۳۵ ھ مطابق سنه ۱۸۲۰ میں انتقال کیا -

(۴) شیخ محمد مہدی - یه اسوقت جامع ازھر کے شیخ تھے اصلاً قبطی تھے - بچپنے میں مسلمان ھوگئے اور ازھر میں تحصیل علوم کرکے علم و فضل کا درجه حاصل کرلیا - یہانتک که مشیخت کے درجه تک پہونچ گئے - یه بھی نپولین کے دیوان کے رکن تھے - انھوں نے ایک کتاب الف لیله کی روش پر تحفة المستیقظ لکھی تھی جسے فرانسیسی اپنے ساتھ لیگئے اور فرنچ ترجمه کے ساتھ پیرس میں چھاپ کر شائع کیا - انھوں نے سنه ۱۲۳۰ - مطابق ۱۸۱۵ ع میں انتقال کیا -

(۵) عبدالرحمن جبرتی - یه اس عہد کا سب سے بڑا مورخ ہے - " جبرت " حبش کے قریب ایک موضع کا نام ہے - اس کے مورث

مرادبک مملوک

جو مصر کے دفاع میں نپولین سے لڑا مگر ناکام رھا

اعلیٰ وھیں سے مصر آئے تھے - جب نپولین مصر آیا اور دیوان شوریٰ مقرر کیا ' تو اس کے لیے ایک کاتب کی ضرورت ہوئی - اس کام پر اسی کا تقرر ھوا - اسطرح اسے موقعه مل گیا که بہت زیادہ قریب سے اس قوم کے حالات و اعمال کا مطالعه کرے -

اس نے اپنے زمانه کے حوادث مصر پر ایک ضخیم کتاب عجائب الآثار لکھی ہے جو تاریخ جبرتی کے نام سے مشہور ہے - اسمیں پہلے ابن ایاس کی تاریخ مصر کی آخری تاریخ سے لیکر اپنے وقت تک کے مختصر حالات دیے ھیں تاکه ابن ایاس کی تاریخ کے لیے یه تاریخ ذیل اور تکمله کا کام دے - پھر سنه ۱۱۴۲ ہجری سے لیکر سنه ۱۲۳٦ - تک کے تمام اھم حوادث مصر تاریخ روزنامچه کی طرح لکھے ھیں اور کوئی ضروری بات نظر انداز نہیں کی ہے - غالباً سنه ۱۲۴۰ - مطابق سنه ۱۸۲۵ ع میں انتقال کیا -

افسوس ہے ' اس تاریخ کی قدر و قیمت سے مشرق دنیا برابر غافل رھی - حالانکه یه اٹھارھویں صدی کے اواخر اور انیسویں صدی کے اوائل کے حوادث مصر کی سب سے زیادہ مستند تاریخ ہے - نپولین کا حملۂ مصر اور محمد علی خدیو اول کا ظہور ' تاریخ مشرق کے نہایت اھم واقعات ھیں - جبرتی نے انکی چشم دید سرگزشت ایک روزنامچه کی طرح مرتب کر کے پیش کر دی ہے -

(٦) سید اسماعیل خشاب - نپولین اپنے ساتھه عربی حروف اور مطبع بھی لے گیا تھا ' اور اس سے ایک سرکاری اخبار بھی جاری کیا تھا - اس میں عدالت اور فوج کے حالات اور سرکاری اعلانات

شیخ عبداللہ شرقاوی

صاحب تحفة الناظرین و رئیس دیوان مصر

شیخ خلیل بکری

جو نپولین کے زمانہ میں نقیب السادات مصر تھے -

درج کیے جاتے تھے - یہ دنیا میں عربی زبان کا سب سے پہلا اخبار تھا - اس کی تحریر سید مذکور کے ذمہ تھی - اس طرح واقعات و حوادث کی کتابت و تدوین کا انہیں ایسا مستند موقعہ مل گیا جو دوسروں کو حاصل نہ تھا - سنہ وفات ۱۲۳۰ ھ ہے -

(دو شامی مورخ)

لیکن مصر سے باہر دو مشرقی قلم آور بھی تھے جو اس عہد کے حوادث و سوانح ضبط کتابت میں لا رہے تھے : نقولا ترک ' اور امیر حیدر شہاب -

پہلا مصنف لبنان کے ایک مسیحی خاندان سے تعلق رکھتا تھا جو قسطنطنیہ سے آکر وہاں مقیم ہوگیا تھا - اِس نے نپولین کی زندگی ہی میں نپولین کی تاریخ عربی زبان میں لکھی تھی جس کا پہلا حصہ مع فرانسیسی ترجمہ کے سنہ ۱۸۳۹ ع میں پیرس سے شائع ہوا - اس حصہ میں فرانسیسیوں کے مصر سے اخراج تک کے واقعات درج ہیں - اس کتاب کی قدر و قیمت بہت بڑھ جاتی ہے جب خیال کیا جائے ' کہ یہ مشرق کی سب سے پہلی کتاب ہے جو نپولین کے حالات میں لکھی گئی ' اور اُس وقت لکھی گئی جب خود یورپ میں بھی اس کی کوئی بڑی تاریخ نہیں لکھی گئی تھی - نپولین کے حملۂ شام کے واقعات کا بڑا حصہ مصنف کے چشم دید واقعات میں سے ہے - اس نے سنہ ۱۲۴۴ - مطابق سنہ ۱۸۲۸ - میں ، انتقال کیا -

امیر حیدر لبنان کے خاندان " شہاب " کا ایک صاحب علم و قلم امیر تھا - اُس نے کئی کتابیں شام و لبنان کی تاریخ میں لکھی ہیں جن میں نپولین کے حملۂ مصر و شام کے حوادث بھی آگئے ہیں - ان میں سے غرر الحسان اور نزهة الزمان خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں - امیر موصوف کا سال وفات سنہ ۱۲۵۱ - مطابق ۱۸۳۵ ع ہے -

(علماء مصر کی تصویریں)

فرانسیسیوں نے مصر کی دیوان کے تمام ارکان کی تصویریں کھینچ لی تھیں - اور بطور عجائب شرق کے اپنے ساتھ فرانس لے گئے تھے - جبرتی نے یہ تصویریں دیکھی ہیں ' اور ان کی صناعیوں پر تعجب ظاہر کیا ہے - مستشرق مارسل نے جسے نپولین عربی طباعت کے اهتمام کے لیے اپنے ساتھ لیا تھا ' اپنی کتاب " معلومات مصر " میں یہ تمام تصویریں درج کردی ہیں - ہم ان میں سے شیخ شرقاوی ' شیخ بکری ' اور شیخ سلیمان فیومی کی تصویریں اس تحریر کے ساتھ شائع کردیتے ہیں - ان سے اُس عہد کے علماء و مشائخ مصر کی وضع و قطع اور شکل و شمائل ناظرین کے سامنے آجائیگی - مصر و شام میں تاریخ اسلام کے ازمنۂ وسطی سے لے کر بارہویں صدی تک ' معاشرتی زندگی تقریباً یکساں رہی ہے - اس لیے یہ تصویریں اگرچہ صرف ڈیڑھ سو برس پیشتر کی ہیں ' لیکن اُن کی وضع و قطع سے تقریباً چار سو برس پیشتر تک کی وضع و قطع کا اندازہ کر لیا جاسکتا ہے - ساتویں ' آٹھویں ' اور نویں صدی هجری کے علماء مصر و شام ' مثلاً امام ذہبی ' امام مزی ابن دقیق العید ' تقی الدین سبکی ' حافظ عراقی ' حافظ ابن حجر عسقلانی ' حافظ سخاوی ' جلال الدین سیوطی ' وغیرہم کا لباس اور وضع و قطع تقریباً ایسی ہی ہوگی ' جیسی شرقاوی اور فیومی کی ہے - شیخ بکری کی زندگی چونکہ امراء کی سی زندگی تھی ' اس لیے وہ سمور کا جبہ پہنے ہیں اور ہاتھ میں مصری شبقہ یعنی تمباکو کا پائپ ہے -

(عربی مورخین کی شہادت)

اب دیکھنا چاہیے کہ نپولین کے اظہار و عدم اظہار اسلام کے بارے میں ان مورخین کی شہادت کیا ہے ؟ اس بارے میں سب سے زیادہ معتبر شہادت انہی لوگوں کی ہوسکتی ہے ان میں سے چند مورخ تو خود اُن لوگوں میں سے ہیں ' جن کے سامنے نپولین کے اظہارات ہوئے ہونگے - مثلاً شیخ مہدی شیخ الازہر ' اور شیخ شرقاوی رئیس الدیوان - اور بعض ایسے ہیں جو اپنے چشم دید حالات قلمبند کر رہے ہیں اور اس بارے میں کوئی خاص مورخانہ تعصب نہیں رکھتے - مثلاً شیخ جبرتی اور سید اسماعیل خشاب -

ان کی شہادت یہ ہے کہ نپولین نے نہ صرف اپنے تئیں اسلام کا دوست ظاہر کیا تھا ' بلکہ مسلمان ہونے کا بھی دعوی کیا تھا - وہ اسلامی لباس پہنکر علما و مشائخ سے ملتا ' مسجدوں میں جاتا ' اور نماز جمعہ میں شریک ہوتا - چنانچہ اُس نے اپنی تصویر بھی اس لباس میں اُتروائی تھی جو آجتک موجود ہے ' اور جسے پروفیسر مارسل نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے - مزید تفصیل آئندہ نمبر میں ملیگی -

شیخ سلیمان فیومی

جو اُس عہد کے مشاہیر علماء مصر میں سے تھے

پان یورپین تحریک اور امن عالم

ایک جرمن مدبر کی تجویزیں

اسوقت جبکہ جنیوا میں اسلحہ کی تخفیف و تحدید کے مسئلہ پر بحثیں ہو رہی ہیں؛ ایک نئی کتاب کے مضامین یقیناً دلچسپی کے ساتھہ پڑھے جائینگے جو حال میں شائع ہوئی ہے، اور "پان یورپین تحریک" یعنی وحدۃ اقوام یورپ کی تحریک کے ایک جرمن داعی کاونٹ رچرڈ کودنہو کیلرگی Richard Caudenhove Kalergi کے قلم سے نکلی ہے -

اس کتاب میں مصنف نے پہلے امن عالم کی ضرورت پر بہت موثر پیرایہ میں نظر ڈالی ہے - پھر ثابت کیا ہے کہ اسکا تنہا ذریعہ یہی ہے کہ "یورپین طاقتوں کی روز افزوں ہتیار بندی موقوف کردی جائے" لیکن "ہتیار بندی" سے مقصود کیا ہے؟ صرف لوہے اور آگ کے ہتیار؟ مصنف اس سے انکار کرتا ہے - وہ کہتا ہے "صرف لوہے کے ہتیاروں سے نہتا کردینا کچھہ مفید نہ ہوگا - یورپ کو اس کے سیاسی، اخلاقی، اور اقتصادی حربوں سے بھی نہتا کردینا چاہئے - اسکے بغیر ہتیار بندی کی مخالف تحریک بے فائدہ ہے - جبتک بغض و حسد کے چھالے قوموں کے دلوں میں موجود رہینگے، اس وقت تک دنیا میں امن و امان قائم نہیں ہو سکتا"

اسکے بعد مصنف لکھتا ہے: "یورپ کی سلامتی کی دو ھی صورتیں ممکن ہیں: مختلف قوموں کے ما بین عدل قائم ہو جائے، اور جنگ اور جنگ کے اسباب روکنے کے لیے سلطنتیں اپنی قوت استعمال کرنے پر متفق ہو جائیں"

آگے چلکر مصنف نے مختلف مغربی طاقتوں کی موجودہ جنگ جویانہ حالت پر نظر ڈالی ہے:

"وارسلیز کے معاہدہ نے جرمنی کو نہتا کر دینے کا فیصلہ کردیا ہے - لیکن یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ جرمنی کو اُسکے مسلح پڑوسیوں کے درمیان نہتا کر کے چھوڑ دیا جائے؟ یورپ کے امن و امان کے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ تمام سلطنتیں ایک ساتھہ اور ایک ھی قسم کا قدم اٹھائیں - یا تو سب مسلح ہو جائیں، یا سب ہتیار رکھدیں - بعض کا ہتیار بند رہنا اور بعض کا ہتیار رکھدینا، امن کا نہیں جنگ کا موجب ہے"

"یورپین سواحل کی سلامتی کی سب سے زیادہ آسان اور عملی صورت یہ ہے کہ برطانیا اپنے جنگی بیڑے کے ذریعہ حفاظت کی ذمہ داری لے لے - نہ یہ کہ ہر سلطنت اپنی بحری قوت بڑھا کر جنگ کا ایک اور خطرہ پیدا کردے - اگر برطانیا اس پر راضی ہو جائے کہ اپنا جنگی بیڑا یورپ کی ضرورتوں کیلیے وقف کردیگی تو بلا شک دنیا کا امن و امان یقینی ہو جایگا - لیکن برطانیا یہ اُسی وقت منظور کر سکتی ہے جب تمام دول یورپ طے کر لیں کہ اپنی مجموعی بحری قوت، برطانیا کی بحری قوت سے کم کر دینگی"

"ترکی کو مستثنی کر دینے کے بعد روس ھی ایک ایسی سلطنت ہے جسکی سرحدیں خشکی میں یورپ سے ملتی ہیں - روسی سرحدیں بہت وسیع ہیں اور بے شمار مشکلات کا سبب بنی ہوئی ہیں - روس کا اپنے تمام پڑوسیوں سے جھگڑا ہے - سب سے زیادہ اہم اُسکے سیاسی اور اجتماعی جھگڑے ہیں - پھر روس کی آبادی بھی بہت بڑی ہے - جنگی طیاریاں بھی عظیم ہیں - اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ اُس کی اصلی غرض تمام دنیا میں انقلاب پیدا کرنا ہے - روسی مدبر حیرت انگیز مستعدی سے انقلاب کی تخم ریزی کررہے ہیں - جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ روس اپنے مقاصد کی اشاعت امن و آشتی سے کرنی چاہتا ہے، وہ سخت فریب خوردہ ہے - روس جنگ کو اپنے مقاصد کی کامیابی کا ایک ھی ذریعہ سمجھتا ہے"

"روس سے مفاہمت کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ یورپ اُس کی سرحدوں کا احترام کرے اور وہ یورپ کی سرحدوں کا"

"یورپ کو کسی حال میں بھی روس پر حملہ کا ارادہ نہیں کرنا چاہیے - نہ اُس کے اندرونی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت کرنی چاہیے"

"یورپ کی داخلی سلامتی اُس وقت تک نا ممکن ہے جب تک اُس کے موجودہ سیاسی نظام میں کامل تبدیلی نہ ہوجائے - یورپ کی حفاظت کے لیے کوئی نہ کوئی نظام ضرور مرتب ہونا چاہیے"

"یورپ سے اچانک ہتیار رکھا لینا نا ممکن ہے - اِس معاملہ میں پیش قدمی اُن سلطنتوں کو کرنی چاہیے جو اِس کی زیادہ ضرورت محسوس کرتی ہیں - جب یہ سلطنتیں باہم ایک رائے پر متفق ہو جائیں گی، تو دوسری سلطنتیں بھی اُن کی پیروی پر مجبور ہو جائیں گی - جنگی قوت کے اعتبار سے یورپ کی نو سلطنتیں زیادہ اہم ہیں - اگر یہ آپس میں متحد الخیال ہو جائیں تو تمام دول یورپ کو سر جھکا دینا پڑیگا جن کی تعداد اِس وقت ۲۵ - ہے - مجلس اقوام یا دول عظمی میں سے کسی ایک کو اِس مقصد کے لیے کانفرنس بلانی چاہیے - کانفرنس میں حسب ذیل امور طے کرنے چاہئیں:

(۱) تمام دول یورپ پختہ عہد کر لیں کہ اُن میں سے کوئی کسی پر اعلان جنگ نہ کرے گی -

(۲) ہر باہمی نزاع مابین الاقوامی پنچائت کے سامنے فیصلہ کے لیے پیش کیا جایگا -

(۳) غیر یورپین حملوں کے مقابلہ میں تمام یورپ متحد ہو جائیگا -

(۴) اگر اس معاہدہ پر دستخط کرنے والی ایک سلطنت دوسری پر حملہ کرے گی، تو تمام دول مل کر اُسے سزا دیں گی -

(۵) غیر یورپین سلطنتوں سے دول یورپ نے جتنے معاہدے کر رکھے ہیں، سب منسوخ کر دیے جائیں"

ادبیات

تین ہزار سال پہلے کی شاعری

قدیم مصری شاعری

مصر، دنیا کے قدیم ترین تمدن کا مرکز ہی۔ یونان اور روم جبکہ جہل کی ظلمتوں میں لپٹے پڑے تھے، تو مصر میں علم و حکمت کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔

دنیا " توت آنخ آمون " کے نام سے واقف ہو چکی ہی حال ہی میں اس کا مقبرہ اور صحیح و سالم جثہ برآمد ہوا ہی۔ ہم اسی بادشاہ کے ایک عزیز بادشاہ کے زمانہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا نام " آمی نوتب " چہارم تھا۔ یہ " توت آنخ آمون " کا بہنوئی تھا، اور ۱۴۰۰ قبل مسیح میں مصر کے تخت پر حکمراں تھا۔

قدیم شاہان مصر میں اس بادشاہ کو خاص امتیاز حاصل ہی۔ اس کے عہد میں مصر کا تمدن اپنے پورے عروج تک پہنچا۔ مصر نے صرف مادی ترقی ہی نہیں کی تھی معنوی ترقی کے بھی کئی مرحلے طے کئے تھے۔ اس سے پہلے مصریوں میں طرح طرح کے توہمات عام تھے۔ عام اعتقاد تھا کہ مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندگی صرف اسی طرح مل سکتی ہی کہ اُس کی قبر پر شیطانوں کی تصویریں بنائی جائیں۔ میزوں پر کھانا پینا رکھا جائے۔ ننھی ننھی مورتیں اُس کے کفن میں بطور تعویذوں کے لٹکا دی جائیں۔ خیال تھا یہ سب چیزیں " کا " کو زندہ کر دیتی ہیں، اور " کا " زندہ ہو کر مُردے میں از سر نو روح پھونک دیتا ہی۔ قدیم مصری زبان میں " کا " وہی چیز ہے جسے آجکل ہمزاد کہا جاتا ہی۔ اُن کا بھی عقیدہ تھا کہ ہمزاد ہمیشہ انسان کے ساتھ رہتا ہی۔ صرف موت اُسے جدا کر دیتی ہے۔ لیکن اگر مذکورۂ بالا چیزیں قبر میں مہیا کر دی جائیں تو ہمزاد کا تعلق مُردے سے باقی رہتا ہی اور کبھی نہ کبھی اُس کی دوبارہ زندگی کا باعث ہوتا ہی۔

" آمی نوتب چہارم " نے یہ تمام متوہمانہ عقائد باطل کر دیئے۔ اسی قدر نہیں بلکہ مصر کے تمام دینی عقائد بھی بدل ڈالے۔ ایک نیا مذہب ایجاد کیا۔ اور اُس کی بنیاد آفتاب پرستی پر رکھی۔ پہلے مصریوں کا معبود اعظم " آمون " تھا۔ اس بادشاہ نے اُسے منسوخ کر کے " اخناتن " کی عبادت جاری کی۔ " اخناتن " دو مصری لفظوں سے مرکب ہی " اخنا " اور " آتن "۔ " اخنا " کے معنی ہیں روشنی اور نور۔ " آتن " کا اطلاق سورج پر ہوتا تھا لیس " اخناتن " کے معنی ہوئے " سورج کی روشنی "۔

اس بادشاہ کے عہد کے بہت سے آثار اور مقبرے برآمد ہوئے ہیں۔ ان مقبروں میں مذکورۂ بالا خرافات کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ ان میں نہ تو شیطانوں کی تصویریں ہیں، نہ چھوٹی چھوٹی مورتیں۔ نہ کھانے کے میز ہیں۔ ان میں جو کچھ ہی وہ بادشاہ اور ملکہ کے جلسوں اور جشنوں کی تصویریں ہیں، یا مصر کی روز مرّہ کی زندگی کے مرقع ہیں۔ علمار مصریات کا خیال ہی کہ یہ آثار سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔ کیونکہ یہ اُس عہد کی زندگی ہمارے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔

قدیم مصری نظم

اُسی عہد کے ایک قبرستان میں بہت سے اشعار کندہ ملے ہیں۔ یہ پڑھ لئے گئے ہیں۔ ان کا ترجمہ بھی ہو گیا ہی۔ یہ درحقیقت معبود اعظم " آتن " (آفتاب) کی تعریف و ستائش کے قصیدے ہیں لیکن یہ اس سے بھی بڑھ کر کچھ ہیں۔ یہ تین ہزار سال پہلے کی ترقی یافتہ انسانی ذہنیت دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ شعر، انسانی جذبات و قلبی کیفیات کا آئینہ ہوتا ہی۔ اس مصری شعر کے اندر موجودہ انسانیت، اپنی قدیم شکل دیکھ سکتی ہی۔ ذیل میں اُس کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

" آتن " کا جلال!

کیا دلفریب ہی تیرا ظہور افق آسمان میں!
اے رو پہلے طباق! اے سرچشمۂ حیات!
ہر صبح ہم تجھے آسمان کے پورب میں دیکھتے ہیں
تو پوری زمین اپنے حسن سے معمور کر دیتا ہی!
تو ہی خوبصورت ہی، عظیم ہی، روشن ہی، زمین پر بلند ہی!
تیری شعاعیں تمام زمینوں کو اپنے دامنوں میں لئے ہوئے ہیں!
ہاں، تمام زمینوں کو لئے ہوئے، جنھیں تو ہی نے بنایا ہی!
اور تو ہی نے اُن پر انسانوں کو آباد کیا ہی!
ہاں، انسانوں کو، جنھیں تو ہی نے پیدا کیا ہی!
وہ انسان، جنھیں تو نے محبت کے بندھن سے جوڑ دیا!
کہتے ہیں، تو دُور ہی، بہت دُور ہی!
مگر تو دُور کہاں ہی؟ تیری شعاعیں تو زمین پر پھیلی ہوئی ہیں!
اے بلند تر! کیا دن کی تابناکی تیرا ہی ایک جلوۂ نورانی نہیں ہی؟

رات

اے بادشاہ! جب تو آسمان کے پچھم میں لیٹ جاتا ہی
تو سارے جہان پر موت کی تاریکی چھا جاتی ہی!
آدمی اپنے گھروں میں سو جاتے ہیں
منہ لپیٹے، بے حرکت، صرف سانس چلتی ہی!
کوئی کسی کو نہیں دیکھتا۔ آنکھیں بند ہوتی ہیں
اُنکے سرہانے چور کھڑا ہوتا ہی، مگر اُنھیں خبر نہیں!
شیر کچھار سے نکلتے ہیں، سانپ ڈسنا شروع کرتے ہیں!
کیا ملکۂ ظلمت کی فرمانروائی نہیں؟
کیا دنیا رعب سے سناٹے میں نہیں ہی؟
ہاں سب کا بنانے والا افق کی محل سرا میں محو خواب ہی!

دن اور انسان

یہ کیسی ہما ہمی ہی؟
زمین مسرت سے کیوں اچھل رہی ہی؟
دیکھو بادشاہ کی سواری افق میں نمودار ہو گئی!
تو نے کائنات روشن کر دی!
تاریکی کا پتہ نہیں!
تو آسمان پہ مگر تیری شعاعیں زمین پر!
یہ ہمارے بادشاہ کا جلال ہی!
آدمی خوشی سے اپنے پیروں پر کھڑے ہو گئے
تو نمودار ہوا اور زندگی کا آغاز ہوا!
سب نہا دھو کر آئے۔
سب کے ہاتھ مشرق کی طرف اُٹھ گئے۔
ہاں مشرق کی طرف، تیری راجدھانی کی طرف!
تیری بندگی کے بعد دُنیا کے کام شروع ہوئے!

دن اور حیوان و نبات

چوپائے چراگاہوں میں پہنچ گئے۔
درخت اور پودے لہلہانے لگے
چڑیاں بھی گھونسلوں سے اُڑ گئیں
پر اُٹھائے، تیری تسبیح کرتی ہوئیں!
ہر پرند اُڑ رہا ہے!
ہر کوئی تیری روشنی میں زندگی پا رہا ہی!

دن اور پانی

کشتیاں آنے جانے لگیں
اپنے مستول ہوا میں اُڑاتی ہوئیں!
سب راہیں تیرے نور سے روشن ہو گئیں!
مچھلیاں سطح پر دوڑ آئیں!
اے نور! وہ تیرے سجدے میں گر پڑیں!
تیری شعاعوں نے موجیں توڑ دیں!
سمندر کی تہ تک پہنچ گئیں!

انسان کی پیدائش

تو ہی نے عورت سے انسان کو پیدا کیا!
تو ہی نے مرد میں زندگی کا تخم رکھا!
ماں کے پیٹ میں بچے کو زندگی تجھی سے ملی!
وہ نہ روتا ہی نہ گھبراتا ہی
رحم مادر میں پڑا سوتا ہی!
تیرا دست شفقت اُس پر دھرا ہی!
ماں کے پیٹ سے نکلتا ہی اور نور دیکھتا ہی!
تو اُس کا معصوم منہ کھول دیتا ہی!
تب وہ بولتا ہی!
پھر تو ہی اُس کی ضرورتیں پوری کرتا ہی
اے بادشاہوں کے بادشاہ! تیرا نام بڑا ہی!

حیوان کی پیدائش

مرغی کا انڈا!
اُس کے اندر بچہ!
یہ تیری ہی قدرت ہی!
زندگی، یہ تیری ہی صنعت ہی۔
تو ہی نے انڈے میں سانس ڈالی!۔
دیکھو، بچہ باہر نکل آیا!

پُوری قوت سے چلاتا ہی،
خالق کی ستائش کرتا ہی!
اپنے پنجوں پر دَوڑتا پھرتا ہی!

دُنیا کی پَیدائش

تیری صنعتیں کیسی عجیب ہیں؟
ہماری عقل سے بھی بالا ہیں!
اے ایک اکیلے معبود!
تیری جیسی قوت کس میں ہی؟
تونے زمین پیدا کی جس طرح پیدا کرنا چاہا!
تیرے اکیلے ہاتھوں نے زمین بنائی!
تونے آدمی اور چھوٹے بڑے حیوان پیدا کئے!
تمام زمین کی مخلوق، پَیروں سے چلنے والی!
تمام آسمان کی مخلوق، پَروں سے اُڑنے والی!
تونے سرزمین شام پیدا کی، نوبیا پیدا کیا!
تو ہی نے مصر کی سرزمین بھی پیدا کی!
ہر انسان کو اُس کی جگہ پر بسایا!
اُس کی زندگی کا سامان مہیا کردیا!

اُسے دَولت دی،
اُس پر مَوت لکھی،
سب کی شکلیں الگ الگ،
سب کی زبانیں جُدا جُدا،
کوئی کالا، کوئی گورا،
اے سب کے مالک! یہ سب تیرا ہی جلوہ ہی!

دریائے نیل

تونے دوسرے عالم میں نیل پیدا کیا،
اپنی پسند کے مطابق اُسے جاری کیا،
سب نے اُس سے اپنی زندگی پائی،
اے پروردگار! کمزوروں کے مددگار!
اے زمین کے ہر گھر کے مالک!
اے روز روشن کے آفتاب!
تو ہی نے سب کو پیدا کیا،
تو ہی پہاڑوں پر موسلا دھار مینھ برساتا ہی،
پانی موجیں مارتا زمین پر بہتا ہی!
سب ملکوں میں آدمی اپنے کھیت سینچتے ہیں،
اے ابدیت کے مالک! تیرے کارنامے کیسے شاندار ہیں!
سب جانور بھی تیرے ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں
لیکن مصر کا نیل دوسری دنیا سے آتا ہی!
تیری شعاعیں اُس پر پڑتی ہیں!
سبزہ لہلہا اُٹھتا ہی!
باغ جھومنے لگتے ہیں!
تیرا نور زندگی ہی!
تجھی سے کائنات باقی ہی!

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازہ پر!

مشاہیر عالم اپنے اوقات وفات میں

حسین بن علی علیہما السلام

۳

حضرت زینب نے پامال لاش دیکھی

دوسرے دن عمر بن سعد نے میدان جنگ سے کوچ کیا۔ اہل بیت کی خاتونوں اور بچوں کو ساتھ لے کر کوفہ روانہ ہوگیا۔ قرہ بن قیس (جو شاہد عینی ہی) روایت کرتا ہی کہ ان عورتوں نے جب حضرت حسین اور اُن کے لڑکوں اور عزیزوں کی پامال لاشیں دیکھیں تو ضبط نہ کرسکیں اور آہ و فریاد کی صدائیں بلند ہوگئیں۔ میں گھوڑا دوڑا کر اُن کے قریب پہونچا۔ میں نے کبھی اتنی حسین عورتیں نہیں دیکھی تھیں۔ مجھے زینب بنت فاطمہ (علیہما السلام) کا یہ بین کسی طرح بھی نہیں بھولتا "اے محمد! تجھ پر آسمان کے فرشتوں کا درود و سلام! یہ دیکھ، حسین ریگستان میں پڑا ہے! خاک و خون سے آلودہ ہی! تمام بدن ٹکڑے ٹکڑے ہی! تیری بیٹیاں قیدی ہیں! تیری اولاد مقتول ہی! ہوا اُن پر خاک ڈال رہی ہی!" راوی کہتا ہی دوست دشمن کوئی نہ تھا جو اُنکے بین سنے رونے نہ لگا ہو۔

(ابن جریر)

۷۲ سر!

پھر تمام مقتولوں کے سر کاٹے گئے۔ کل ۷۲ سر تھے۔ شمر بن ذی الجوشن قیس بن الاشعث، عمرو بن الحجاج، عزرہ بن قیس، یہ تمام سر عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے گئے۔

حضرت کا سر ابن زیاد کے سامنے

حمید بن مسلم (جو خولی بن یزید کے ساتھ حضرت حسین کا سر کوفہ میں لایا تھا) روایت کرتا ہی کہ حسین کا سر ابن زیاد کے روبرو رکھا گیا۔ مجلس حاضرین سے لبریز تھی۔ ابن زیاد کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ چھڑی آپکے لبوں پر مارنے لگا۔ جب اُسنے بار بار یہی حرکت کی تو زید بن ارقم صحابی[1] چلا اُٹھے: "ان لبوں سے اپنی چھڑی ہٹالے۔ قسم خدا کی، میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا ہی کہ رسول اللہ اپنے ہونٹ ان ہونٹوں پر رکھتے تھے اور ان کا بوسہ لیتے تھے" یہ کہکر وہ زار قطار رونے لگے۔ ابن زیاد خفا ہوگیا "خدا تیری آنکھوں کو رُلائے! واللہ اگر تو بوڑھا ہوکر سٹھیا نہ گیا ہوتا تو ابھی تیری گردن ماردیتا!" زید بن ارقم یہ کہتے ہوئے مجلس سے چلے گئے "اے عرب آج کے بعد سے تم غلام ہو! تم نے ابن فاطمہ کو قتل کیا۔ ابن مرجانہ (یعنی عبید اللہ) کو حاکم بنایا۔ وہ تمھارے نیک انسان قتل کرتا اور تمھارے شریروں کو غلام بناتا ہی۔ تم نے ذلت پسند کرلی۔ خدا اُنھیں مارے جو ذلت قبول کرتے ہیں!" (بعض روایات میں یہ واقعہ خود یزید کی طرف منسوب ہی مگر صحیح یہی ہی کہ ابن زیاد نے چھڑی ماری تھی)

ابن زیاد اور حضرت زینب

راوی کہتا ہی جب اہل بیت کی خاتونیں اور بچے عبید اللہ کے سامنے پہنچے تو حضرت زینب نے نہایت ہی حقیر لباس پہنا ہوا تھا۔ وہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ اُن کی کنیزیں اُنھیں اپنے بیچ میں لئے تھیں۔ عبید اللہ نے پوچھا "یہ کون بیٹھی ہی؟" اُنھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تین مرتبہ یہی سوال کیا مگر وہ خاموش رہیں۔ آخر اُن کی ایک کنیز نے کہا "یہ زینب بنت فاطمہ ہیں!" عبید اللہ شماتت کی راہ سے چلایا "اُس خدا کی ستائش جسنے تم لوگوں کو رسوا اور ہلاک کیا، اور تمھارے نام کو بٹہ لگایا!" اسپر حضرت زینب نے جواب دیا "ہزار ستائش اُس خدا کے لئے جسنے ہمیں محمد صلعم سے عزت بخشی، اور ہمیں پاک کیا، نہ کہ جیسا تو کہتا ہی۔ فاسق رسوا ہوتے ہیں۔ فاجروں کے نام کو بٹہ لگتا ہی!" ابن زیاد نے کہا "تونے دیکھا خدا نے تیرے خاندان سے کیا سلوک کیا؟" حضرت زینب بولیں "اُن کی قسمت میں قتل کی موت لکھی تھی اس لئے وہ مقتل میں پہنچ گئے۔ عنقریب خدا تجھے اور انھیں ایک جگہ جمع کریگا اور تم باہم اُس کے حضور سوال و جواب کرلوگے!" ابن زیاد غضبناک ہوا۔ اُس کا غصہ دیکھ کر عمرو بن حریث نے کہا "خدا امیر کو سنوارے! یہ تو محض ایک عورت ہی۔ عورتوں کی بات کا خیال نہیں کرنا چاہئے"

پھر کچھ دیر بعد ابن زیاد نے کہا "خدا نے تیرے سرکش سردار اور تیرے اہل بیت کے نافرمان باغیوں کی طرف سے میرا دل ٹھنڈا کردیا!" اسپر حضرت زینب اپنے تئیں سنبھال نہ سکیں۔ بے اختیار رو پڑیں۔ انھوں نے کہا: "واللہ تونے میرے سردار کو قتل کرڈالا! میرا خاندان مٹا ڈالا! میری شاخیں کاٹ دیں! میری جڑ اکھاڑ دی! اگر اس سے تیرا دل ٹھنڈا ہوسکتا ہی تو ٹھنڈا ہوجائے!" ابن زیاد نے مسکرا کر کہا "یہ شجاعت ہی! تیرا باپ بھی شاعر اور شجاع تھا!" زینب نے کہا "عورت کو شجاعت سے کیا سروکار؟ میری مصیبت نے مجھے شجاعت سے غافل کردیا ہی۔ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں، یہ تو دل کی آگ ہی!"

ابن زیاد اور امام زین العابدین

اس گفتگو سے فارغ ہوکر ابن زیاد کی نظر زین العابدین علی بن الحسین پر پڑی۔ یہ بیمار تھے۔ ابن زیاد نے ان سے اُن کا نام پوچھا۔ اُنھوں

---

[1] بعض روایتوں میں ہی کہ حضرت انس نے یہ کہا تھا (منہاج السنہ)

اگر آپ

علم و کتب کی وسعت اور دستِ طلب کی کوتاہی سے گھبرا گئے ہیں، تو کیوں کسی ایسے مقام کی جستجو
نہیں کرتے جہاں دُنیا کی تمام بہترین اور منتخب کتابیں جمع کر لی گئی ہوں؟

ایسا مقام موجود ہے!

J. & E. Bumpus Limited,
350, Oxford Street,
LONDON, W.1.

جو

دُنیا میں کتب فروشی کا عظیم مرکز ہے

اور

جسے **ملک معظم** برطانیہ اور اُنکے کتبخانہ **قصر** کے لئے کتابیں بہم پہنچانے کا شرف حاصل ہے!

انگریزی کا تمام ذخیرہ جو برطانیہ اور برطانی نوآبادیوں اور ملحقہ ممالک میں شایع ہوتا ہے

یورپ کی تمام زبانوں کا ذخیرہ

مشرقی علوم و ادبیات پر انگریزی اور یورپین زبانوں کی تمام کتابیں

نئی اور پرانی، دونوں طرح کی کتابیں

تمام دنیا کے ہر قسم اور ہر درجے کے نقشے

ہر قسم کی تعلیمی کتابوں کے مسلسل سلسلے

بچوں کے لئے ہر قسم اور درجے کا ذخیرہ

قیمتی سے قیمتی اور سستے سے سستے ایڈیشن

آپ ہمارے عظیم ذخیرہ سے حاصل کر سکتے ہیں

ہمارے یہاں سے

ہر چھ ماہ کے بعد نئے ذخیرہ کی مفصل فہرست شایع ہوا کرتی ہے

اگر آپ انگلستان کی سیاحت کرنا چاہتے ہیں تو

یاد رکھئے

کہ

آپکو ایک مستند اور آخرین رہنما

گائڈ بک

کی ضرورت ہے

جو

انگلستان کے تمام شہروں، سوسائیٹیوں،
ہوٹلوں، کلبوں، تھیٹروں، رقص گاہوں،

قابل دید مقامات،

اور

آثار قدیمہ وغیرہ سے

آپکو مطلع کردے

نیز

جس سے وہ تمام ضروری معلومات حاصل کیجا سکیں
جنکی ایک سیاح کو قدم قدم پر
ضرورت پیش آتی ہے

ایسی مکمل گائڈ بک صرف
ڈنلاپ گائڈ ٹو گریٹ برٹن

The Dunlop Guide to Great Britain

کا دوسرا ایڈیشن ہے

ہندوستان

کے تمام انگریزی کتب فروشوں اور بڑے
بڑے ریلوے اسٹیشنوں کے بک اسٹال سے مل سکتی ہے

تاریخ راجگان ہند

موسوم بہ

وقائع راجستان

یہ کتاب نہیں بلکہ کشور ہندوستان کے لئے ایک آئینہ جہان نما ہے۔ اسمیں جملہ ہندو اقوام و ملل خصوصاً سرزمین ہند کی سرمایۂ ناز بہادر قوم "راجپوت" اور اسکی مختلف شاخوں کا مفصل و مستند بیان از ابتدا تا انتہا موجود ہے۔ یہ ایک نگارخانہ ہے جسمیں اُن غیر قوموں کی جیتی جاگتی اور سچی تصویریں نظر آتی ہیں جو اقلیم ہند میں بیرونجات سے آئیں، اصلی باشندگان ہند کو مغلوب کرکے اقطاع ملک پر قابض ہوئیں اور ہندوستان میں رہکر "ہندو" کہلانے لگیں یہ ایک مرقع ہے جسمیں مسلمانوں کی آمد۔ اُنکے اقبال و زوال کی کیفیت اور انکی سلطنت کے سقوط کا مفصل حال درج ہے۔ یہ ایک آئینہ ہے جسمیں رزم و بزم جدال و قتال روایات و رسوم۔ تاریخی و جغرافیائی حالات وغیرہ وغیرہ از زمانۂ حال بیان کئے گئے ہیں۔ الغرض یہ کہ یہ ضخیم کتاب ایک نادر الوجود اور بیش بہا البم ہے۔
کرنیل ٹاڈ اور دیگر مورخین کی غلط بیانیوں کی فاضل و محقق مولف نے نہایت شرح و بسط اور دلائل قاطعہ سے اصلاح و تردید فرمائی۔ اس بے نظیر کتاب کا ماخذ ریاست عالیہ آمیٹو کا بیش بہا کتبخانہ ہے اور دیگر ریاستوں کے کتبخانوں اور ان دستی کتابوں سے بھی مدد لی گئی ہے جو خزانوں میں محفوظ ہیں علما و وکلاء۔ مدرسین و مبلغین کے لئے یہ نادر کتاب معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ ہے جو حالات تاریخی و جغرافیائی روایات و رسوم و عقائد و توہمات اس میں درج ہیں وہ کسی ایک کتاب میں ہرگز نہیں مل سکتے۔
والیان ریاست تعلقداران، امرا و رؤسا کے کتبخانے بغیر اس بے نظیر کتاب کے ہرگز مکمل نہیں کہلا سکتے۔ فی زمانہ پرانی باتوں پر جو نیا رنگ چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے اسکی قلعی کھولنے کے لئے یہ کتاب ایک زبردست آلہ اور الزامی جواب دینے کے لئے ایک مہلک حربہ ہے۔ تقطیع بڑی صفحات ۶۲۰

قیمت صرف مبلغ ۶ روپے، رعایتی ۵ روپے

آج ہی کارڈ لکھکر منیجر ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ سے منگائیے

دُنیا کی بہترین پنسل

امریکن کارخانہ "شیفر"

کی

"لائف ٹائم" پنسل ہے

اسلئے کہ

(۱) "لائف ٹائم" یعنے عمر بھر کے لئے کافی ہے۔

(۲) اُسکا خول اسقدر خوشنما اور دیدہ زیب ہے کہ دُنیا کی کوئی پنسل خوبصورتی میں اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

(۳) ارزانی میں بھی تمام قسموں کی پنسلوں کا مقابلہ کرتی ہے

یاد رکھئے

آپکو "لائف ٹائم" پنسل خریدنی ہے!

کیا آپکو معلوم نہیں

کہ

اسوقت دُنیا میں بہترین فاونٹین قلم

امریکن کارخانہ "شیفر"

کا

"لائف ٹائم" قلم ہے؟

(۱) اتنا سادہ اور سہل کہ کوئی حصہ نزاکت یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے خراب نہیں ہوسکتا

(۲) اتنا مضبوط کہ یقیناً وہ آپکو آپکی زندگی بھر کام دے سکتا ہے

(۳) اتنا خوبصورت، سبز سرخ اور سنہری بیل بوٹوں سے مزین کہ اتنا خوبصورت قلم دُنیا میں کوئی نہیں

کم از کم تجربہ کیجئے

یاد رکھئے

جب آپ کسی دکان سے قلم لیں تو آپکو
"شیفر" کا
"لائف ٹائم"
لینا چاہئے!

نے کہا "علی بن الحسین" ابن زیاد نے تعجب سے کہا "کیا اللہ نے علی بن الحسین کو قتل نہیں کرڈالا؟" زین العابدین نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ابن زیاد نے کہا "بولتا کیوں نہیں؟" اُنھوں نے جواب دیا "میرے ایک اور بھائی کا نام بھی علی تھا۔ لوگوں نے اُسے مار ڈالا" ابن زیاد نے کہا "لوگوں نے نہیں، خدا نے مارا ہے!" اسیر زین العابدین نے یہ آیت پڑھی "اللہ یتوفی الانفس حین موتھا۔ وماکان لنفس ان تموت الا باذن اللہ"[1] اسپر ابن زیاد چلایا "خدا تجھے مارے! تو بھی اُنھی میں سے ہے" پھر اُسکے بعد ابن زیاد نے چاہا، انہیں بھی قتل کرڈالے لیکن زینب بیقرار ہوکر چیخ اُٹھیں "میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں اگر تو مومن ہے اور اس لڑکے کو ضرور ہی قتل کرنا چاہتا ہے تو مجھے بھی اس کے ساتھ مار ڈال!" امام زین العابدین نے بلند آواز سے کہا "اے ابن زیاد! اگر تو ان عورتوں سے اپنا ذرا بھی رشتہ سمجھتا ہے تو میرے بعد اُن کے ساتھ کسی متقی آدمی کو بھیجنا جو اسلامی معاشرت کے اصول پر ان سے برتاؤ کرے" ابن زیاد دیر تک زینب کو دیکھتا رہا۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہوکر کہنے لگا "رشتہ بھی کیسی عجیب چیز ہے؟ واللہ مجھے یقین ہے کہ یہ سچے دل سے لڑکے کے ساتھ قتل ہونا چاہتی ہے۔ اچھا، لڑکے کو چھوڑ دو یہ بھی اپنے خاندان کی عورتوں کے ساتھ جائے" (ابن جریر کامل۔ وغیرہ)

ابن عفیف کا قتل

اس واقعہ کے بعد ابن زیاد نے جامع مسجد میں شہر والوں کو جمع کیا اور خطبہ دیتے ہوئے اُس خدا کی تعریف کی "جسنے حق کو ظاہر کیا، حق والوں کو فتحیاب کیا، امیر المومنین یزید بن معاویہ اور اُن کی جماعت غالب ہوئی اور کذاب ابن کذاب حسین بن علی اور اُس کے ساتھیوں کو ہلاک کرڈالا ...!" یہ سنکر عبد اللہ بن عفیف ازدی (جو حضرت علی کے مشہور صحابی ہیں اور جنگ جمل وصفین میں زخمی ہوکر اپنی دونوں آنکھیں کھو چکے تھے) کھڑے ہوگئے اور چلائے "خدا کی قسم اے ابن مرجانہ! کذاب ابن کذاب تو تو ہے نہ کہ حسین بن علی" ابن زیاد نے یہ سنکر اُنھیں قتل کروا ڈالا۔

یزید کے سامنے

اس کے بعد ابن زیاد نے حضرت حسین کا سر بانس پر نصب کرکے زحر بن قیس کے ہاتھ یزید کے پاس بھیجدیا۔ غاز بن ربیعہ کہتا ہے۔ جس وقت زحر بن قیس پہونچا، میں یزید کے پاس بیٹھا تھا۔ یزید نے اُس سے سوال کیا "کیا خبر ہے؟" قاصد نے جواب دیا "فتح ونصرت کی بشارت لایا ہوں! حسین بن علی اپنے اٹھارہ اہل بیت اور ۶۰ حمایتیوں کے ساتھ ہم تک پہنچے۔ ہم نے اُنھیں گھیرکر روکا اور مطالبہ کیا کہ اپنے آپکو ہمارے حوالہ کردیں ورنہ لڑائی لڑیں۔ اُنھوں نے اطاعت پر لڑائی کو ترجیح دی چنانچہ ہمنے طلوع آفتاب کے ساتھ ہی اُن پر حملہ بول دیا۔ جب تلواریں اُنکے سروں پر پڑنے لگیں تو اس طرح ہر طرف بھاگنے اور جھاڑیوں اور گڑھوں میں چھپنے لگے جس طرح کبوتر، باز سے بھاگتے اور چھپتے ہیں۔ پھر ہمنے اُن سب کا قلع قمع کردیا۔ اسوقت اُنکے لاشے برہنہ پڑے ہیں۔ اُنکے کپڑے خون میں تربتر ہیں۔ اُن کے رخسار غبار سے میلے ہورہے ہیں، اُن کے جسم دھوپ کی شدت اور ہوا کی تیزی سے خشک ہورہے ہیں۔ گِدوں کی خوراک بن گئے ہیں!"

یزید رونے لگا

راوی کہتا ہے یزید نے یہ سنا تو اُس کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ کہنے لگا "بغیر قتل حسین کے بھی میں تمھاری اطاعت سے خوش ہوسکتا تھا۔ ابن سمیہ (یعنی ابن زیاد) پر خدا کی لعنت! واللہ اگر میں وہاں ہوتا تو حسین سے ضرور درگذر کرجاتا۔ خدا حسین کو اُپنے جوار رحمت میں جگہ دے!" قاصد کو یزید نے کوئی انعام نہیں دیا (ابن جریر۔ کامل۔ تاریخ کبیر ذہبی)

یزید کا تأثر

یزید کے غلام قاسم بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ جب حضرت حسین اور اُن کے اہل بیت کے سر یزید کے سامنے رکھے گئے تو اُسنے یہ شعر پڑھا:

یفلقن ہاما من رجال اعزۃ علینا وہم کانوا اعق واظلما

تلواریں ایسوں کے سر پھاڑتی ہیں جو ہمیں عزیز ہیں، حالانکہ دراصل وہی حق فراموش کرنے والے ظالم تھے۔

پھر کہا "واللہ اے حسین! اگر میں وہاں ہوتا تو تجھے ہرگز قتل نہ کرتا!"

اہل بیت دمشق میں

حضرت حسین کے سر کے بعد ابن زیاد نے اہل بیت کو بھی دمشق روانہ کردیا۔ شمر بن ذی الجوشن اور محفر بن ثعلبہ اس قافلے کے سردار تھے۔ امام زین العابدین راستہ بھر خاموش رہے۔ کسی سے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ یزید کے دروازے پر پہنچکر محفر بن ثعلبہ چلایا "میں امیر المومنین کے پاس فاجر کمینوں کو لایا ہوں!" یزید یہ سنکر خفا ہوا۔ کہنے لگا "محفر کی ماں سے زیادہ کمینہ اور شریر بچہ کسی عورت نے پیدا نہیں کیا!"

یزید اور امام زین العابدین

پھر یزید نے شام کے سرداروں کو اپنی مجلس میں بلایا۔ اہل بیت کو بھی بٹھایا اور امام زین العابدین سے مخاطب ہوا "اے علی! تمھارے ہی باپ نے میرا رشتہ کاٹا، میرا حق بھلایا، میری حکومت چھیننا چاہی اسپر خدا نے اُس کے ساتھ وہ کیا جو تم دیکھ چکے ہو"

امام زین العابدین نے جواب میں یہ آیت پڑھی: "ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأھا ان ذلک علی اللہ یسیر لکیلا تأسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم واللہ لا یحب کل مختال فخور"[1] یہ جواب یزید کو ناگوار ہوا۔ اُسنے چاہا اپنے بیٹے خالد سے جواب دلوائے۔ مگر خالد کے سمجھ میں کچھ نہ آیا تب یزید نے خالد سے کہا "کہتا کیوں نہیں" "وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر"[2]

پھر یزید دوسرے بچوں اور عورتوں کی طرف متوجہ ہوا۔ اُنھیں اپنے قریب بلاکر بٹھایا۔ اُن کی ہیئت خراب ہورہی تھی۔ دیکھ کر متاسف ہوا اور کہنے لگا "خدا ابن مرجانہ کا برا کرے! اگر تم سے اُس کا کوئی رشتہ ہوتا تو تمھارے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتا، نہ اس حال سے تمھیں میرے پاس بھیجتا"

حضرت زینب کی بیباکانہ گفتگو

حضرت فاطمہ بنت علی سے مروی ہے کہ "جب ہم یزید کے سامنے بٹھائے گئے تو اُسنے ہمپر ترس ظاہر کیا۔ ہمیں کچھ دینے کا حکم دیا۔ بڑی مہربانی سے پیش آیا۔ اسی اثنا میں ایک سرخ رنگ کا شامی کھڑا ہوا اور کہنے لگا "امیر المومنین! یہ لڑکی مجھے عنایت کردیجئے" اور میری طرف اشارہ کیا۔ اُسوقت میں کمسن اور خوبصورت تھی۔ میں خوف سے کانپنے لگی اور اپنی بہن زینب کی چادر پکڑلی۔ وہ مجھ سے بڑی تھیں، زیادہ سمجھدار تھیں، جانتی تھیں یہ بات ہو نہیں سکتی۔ اُنھوں نے چِلّا کر کہا "تو کمینہ ہے۔ نہ تجھے اس کا اختیار ہے نہ اسے (یزید کو) اسکا حق ہے!" اس جرأت پر یزید کو غصہ آگیا۔ کہنے لگا "تو جھوٹ بکتی ہے واللہ مجھے یہ حق حاصل ہے۔ اگر چاہوں تو ابھی کرسکتا ہوں" زینب

---

[1] خدا ہی موت کے وقت جانیں لیتا ہے۔ کوئی بھی بغیر اس کی اذن کے مر نہیں سکتا۔

[1] تمھاری کوئی مصیبت بھی نہیں جو پہلے سے لکھی نہ ہو۔ یہ خدا کے لیے بالکل آسان ہے۔ یہ اس لئے کہ نقصان پر تم افسوس کرو اور فائدہ پر مغرور نہ ہو۔ خدا مغروروں اور فخر کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔ [2] جو مصیبت بھی آتی ہے تو خود تمھارے اپنے ہاتھوں آتی ہے۔ اور بہت سی غلطیاں تو خدا معاف کردیتا ہے۔

الہلال کی قدیم مکمل جلدیں

گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

الہلال کی پہلی اور دوسری اشاعت کی جلدوں کے لئے شائقین علم و ادب مشتاق تھے۔ چند جلدیں جمع دفتر مہیا کرسکا ہے حسب ذیل قیمت بھیجکر منگا لیجئے

الہلال جلد سوم
الہلال جلد چہارم — قیمت فی جلد ۱۰ روپیہ
" جلد پنجم

البلاغ (یعنی الہلال کا دوسرا سلسلۂ اشاعت) قیمت ۸ روپیہ (منیجر الہلال)

دمہ

(ضیق النفس)

یا

کسی طرح کی بھی معمولی کھانسی کی شکایت ہو، تو تامل نہ کیجئے

اپنے سے

قریب دوا فروش کی دکان

سے فوراً ایک ٹین

HIMROD

کی

مشہور عالم دوا کا منگواکر

استعمال کیجئے

نے کہا "ہرگز نہیں! خدا نے تمھیں یہ حق ہرگز نہیں دیا۔ یہ بات دوسری ہو کہ تم ہماری ملت سے نکل جاؤ اور ہمارا دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لو۔" یزید اور بھی زیادہ خفا ہوا۔ کہنے لگا "دین سے تیرا باپ اور تیرا بھائی نکل چکا ہے!" زینب نے بلا تامل جواب دیا "اللہ کے دین سے، میرے باپ کے دین سے، میرے بھائی کے دین سے، میرے نانا کے دین سے تو نے، تیرے باپ نے، تیرے دادا نے ہدایت پائی ہے!" یزید چلایا "اے دشمن خدا! تو جھوٹی ہے!" زینب بولیں "تو زبردستی حاکم بن بیٹھا ہے۔ ظلم سے گالیاں دیتا ہے۔ اپنی قوت سے مخلوق کو دباتا ہے!"

حضرت فاطمہ بنت علی کہتی ہیں یہ گفتگو سنکر شاید یزید شرمندہ ہو گیا۔ کیونکہ پھر کچھ نہ بولا۔ مگر وہ شامی پھر کھڑا ہوا اور وہی بات کہی۔ اِس پر یزید نے غضبناک آواز میں اُسے ڈانٹ بتائی "دور ہو کمبخت! خدا تجھے موت کا تحفہ بخشے!"

یزید کا مشورہ کرنا

دیر تک خاموشی رہی۔ پھر یزید شامی رؤسا و اُمرا کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا "ان لوگوں کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو؟" بعضوں نے سخت کلامی کے ساتھ بدسلوکی کا مشورہ دیا مگر نعمان بن بشیر نے کہا "انکے ساتھ وہی کیجئے جو رسول اللہ صلعم انھیں اِس حال میں دیکھ کر کرتے" حضرت فاطمہ بنت حسین نے یہ سنکر کہا "اے یزید! یہ رسول اللہ کی لڑکیاں ہیں!" اِس نسبت کے ذکر سے یزید کی طبیعت بھی متاثر ہو گئی۔ وہ اور درباری اپنے آنسو نہ روک سکے۔ بالآخر یزید نے حکم دیا کہ انکے قیام کے لئے علحدہ مکان کا انتظام کر دیا جائے۔

یزید کی بیوی کا غم

اِس اثنا میں واقعہ کی خبر یزید کے گھر میں عورتوں کو بھی معلوم ہو گئی۔ ہند بنت عبداللہ یزید کی بیوی نے منہ پر نقاب ڈالا اور باہر آکر یزید سے کہا "امیر المومنین! کیا حسین بن فاطمہ بنت رسول اللہ کا سر آیا ہے؟" یزید نے کہا "ہاں! تم خوب رو، بین کرو، رسول اللہ کے نواسے اور قریش کے اصیل پر ماتم کرو۔ ابن زیاد نے بہت جلدی کی۔ قتل کر ڈالا، خدا اُسے بھی قتل کرے!"

"حسین کی اجتہادی غلطی!"

اِس کے بعد یزید نے حاضرین مجلس سے کہا "تم جانتے ہو یہ سب کس بات کا نتیجہ ہے؟ یہ حسین کے اجتہاد کی غلطی کا نتیجہ ہے۔ اُنھوں نے سوچا میرے باپ یزید کے باپ سے افضل ہیں۔ میری ماں یزید کی ماں سے افضل ہے۔ میرے نانا یزید کے نانا سے افضل ہیں، اور میں خود بھی یزید سے افضل ہوں، اِس لئے حکومت کا بھی یزید سے زیادہ مستحق ہوں۔ حالانکہ اُن کا یہ سمجھنا کہ اُن کے والد میرے والد سے افضل تھے صحیح نہیں۔ علی اور معاویہ نے باہم جھگڑا کیا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ کس کے حق میں فیصلہ ہوا؟ رہا اُن کا یہ کہنا کہ اُن کی ماں میری ماں سے افضل تھی، تو بلاشبہ یہ ٹھیک ہے۔ فاطمہ بنت رسول اللہ میری ماں سے کہیں افضل ہیں۔ اسی طرح اُن کا یہ کہنا کہ اُن کے نانا، میرے نانا سے افضل تھے تو قسم خدا کی، کوئی بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والا رسول اللہ سے افضل بلکہ رسول اللہ کے برابر کسی انسان کو نہیں سمجھ سکتا۔ حسین کے اجتہاد نے غلطی کی۔ وہ یہ آیت بالکل بھول گئے "اللھم مالک الملک، تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء، بیدک الخیر، انک علی کل شیئ قدیر" (ایضاً)

پھر اہل بیت کی خاتونیں، یزید کے محل میں پہونچائی گئیں۔ خاندان معاویہ کی عورتوں نے انھیں اِس حال میں دیکھا تو بے اختیار رونے پیٹنے لگیں۔

یزید کی سعی تلافی

پھر یزید آیا تو فاطمہ بنت حسین نے اُس سے کہا "اے یزید! کیا رسول اللہ کی لڑکیاں کنیزیں ہو گئیں؟" یزید نے جواب دیا "اے میرے بھائی کی بیٹی! ایسا کیوں ہونے لگا؟" فاطمہ نے کہا "بخدا ہمارے کان میں ایک بالی بھی نہیں چھوڑی گئی" یزید نے کہا "تم لوگوں کا جتنا گیا ہے، اُس سے کہیں زیادہ میں تمھیں دوں گا" چنانچہ جسنے اپنا جتنا نقصان بتایا، اُس سے دوگنا تگنا دیدیا گیا۔

یزید کا دستور تھا روز صبح شام کے کھانے میں علی بن حسین کو اپنے ساتھ شریک کیا کرتا۔ ایک دن حضرت حسن کے کم سن بچے عمرو کو بھی بلایا اور ہنسی سے کہنے لگا "تو اِس سے لڑیگا؟" اور اپنے لڑکے خالد کی طرف اشارہ کیا۔ عمرو بن حسن نے اپنے بچپنے کے بھولے پن میں جواب دیا "یوں نہیں۔ ایک چھری مجھے دو، اور ایک چھری اسے دو، پھر ہماری لڑائی دیکھو!" یزید کھلکھلا کر ہنس پڑا اور عمرو بن حسن کو گود میں اُٹھا کر سینے سے چمٹا لیا اور کہا "سانپ کا بچہ بھی سانپ ہی ہوتا ہے!"

یزید کی "زود پشیمانی"

یزید نے اہل بیت کو کچھ دن اپنا مہمان رکھا۔ اپنی مجلسوں میں اُن کا ذکر کرتا اور بار بار کہتا "کیا حرج تھا اگر میں خود تھوڑی سی تکلیف گوارا کر لیتا۔ حسین کو اپنے گھر میں اپنے ساتھ رکھتا۔ اُن کے مطالبہ پر غور کرتا، اگرچہ اِس کی وجہ سے میری قوت میں کچھ کمی ہی کیوں نہ پڑ جاتی۔ لیکن اِس سے رسول اللہ صلعم کے حق اور رشتہ داری کی تو حفاظت ہوتی۔ خدا کی لعنت ابن مرجانہ (یعنی ابن زیاد) پر جسنے حسین کو لڑائی پر مجبور کیا۔ حسین نے کہا تھا میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیں گے یا مسلمانوں کی سرحدوں پر جا کر جہاد میں مصروف ہو جائیں گے۔ مگر ابن زیاد نے اُن کی کوئی بات بھی نہیں مانی۔ اور قتل کر ڈالا۔ اُن کے قتل نے تمام مسلمانوں میں مجھے مبغوض بنا دیا۔ خدا کی لعنت ابن مرجانہ پر! خدا کا غضب ابن مرجانہ پر!"

اہل بیت کو رخصت کرنا

پھر جب اہل بیت کو مدینہ بھیجنے لگا تو امام زین العابدین سے ایک مرتبہ اور کہا "ابن مرجانہ پر خدا کی لعنت! واللہ اگر میں حسین کیساتھ ہوتا اور وہ میرے سامنے اپنی کوئی شرط بھی پیش کرتے تو میں اُسے ضرور منظور کر لیتا۔ میں اُن کی جان ہر ممکن ذریعہ سے بچاتا اگرچہ ایسا کرنے میں خود میرے کسی بیٹے کی جان چلی جاتی۔ لیکن خدا کو وہی منظور تھا جو ہو چکا۔ دیکھو، مجھ سے برابر خط کتابت کرتے رہنا، جو ضرورت بھی پیش آئے، مجھے خبر دینا" بعد میں حضرت سکینہ برابر کہا کرتی تھیں "میں نے کبھی کوئی ناشکرا انسان یزید سے زیادہ اچھا سلوک کرنے والا نہیں دیکھا!"

اہل بیت کی فیاضی

یزید نے اہل بیت کو اپنے ایک معتبر آدمی اور فوج کی حفاظت میں رخصت کر دیا۔ اِس شخص نے راستہ بھر اِن مصیبت زدوں سے اچھا برتاؤ کیا۔ جب یہ منزل مقصود پر پہنچ گئے تو حضرت زینب بنت علی اور حضرت فاطمہ بنت حسین نے اپنی چوڑیاں اور کنگن اُسے بھیجے اور کہا "یہ تمھاری نیکی کا بدلہ ہے۔ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے کہ تمھیں دیں" اُس شخص نے زیور واپس کر دیئے اور کہلایا "واللہ میرا یہ برتاؤ کسی دنیاوی طمع سے نہیں تھا۔ رسول اللہ صلعم کے خیال سے تھا!"

مدینہ میں ماتم

اہل بیت کے آنے سے بہت پہلے مدینہ میں یہ جانگسل خبر پہنچ چکی تھی۔ بنی ہاشم کی خاتونوں نے سنا تو گھروں سے چلاتی ہوئی نکل پڑیں۔ حضرت عقیل بن ابی طالب کی صاحبزادی آگے آگے تھیں اور یہ شعر پڑھتی جاتی تھیں:

ماذا تقولون ان قال النبی لکم ۔۔۔ ماذا فعلتم وانتم آخر الامم؟

کیا کہو گے جب نبی تم سے سوال کریں گے کہ اے وہ جو سب سے آخری امت ہو،

بعترتی وباھلی بعد مفتقدی ۔۔۔ منھم اُساری ومنھم ضرجوا بدم

تم نے میری اولاد اور خاندان سے میرے بعد یہ کیا سلوک کیا کہ اُن میں سے بعض قیدی ہیں اور بعض خون میں نہائے پڑے ہیں!

مرثیہ

حضرت حسین کی شہادت پر بہت سے لوگوں نے مرثئے کہے۔ سلیمان بن قتہ کا مرثیہ بہت زیادہ مشہور ہوا۔

مررت علی ابیات آل محمد ۔۔۔ فلم ارھا کعھدھا یوم حلت

میں خاندان محمد کے گھروں کی طرف سے گزرا، مگر وہ کبھی ویسے نہ تھے جیسے اُس دن جب ان کی حرمت توڑی گئی!

فلا یبعد اللہ الدیار واھلھا ۔۔۔ وان اصبحت من اھلھا قد تخلت

خدا ان مکانوں اور مکینوں کو دُور نہ کرے! اگرچہ وہ اب اپنے مکینوں سے خالی پڑے ہیں!

وان قتیل الطف من آل ہاشم ۔۔۔ اذل رقاب المسلمین فذلت!

کربلا میں ہاشمی مقتول کے قتل نے مسلمانوں کی گردنیں ذلیل کر ڈالیں!

وکانوا رجاء ثم صاروا رزیۃ ۔۔۔ فقد عظمت تلک الرزایا وجلت!

اِن مقتولوں سے دنیا کی اُمیدیں وابستہ تھیں مگر وہ مصیبت بن گئے۔ آہ! یہ مصیبت کتنی بڑی اور کتنی سخت ہے!

الم تران الارض اضحت مریضۃ ۔۔۔ لفقد حسین والبلاد اقشعرت

کیا تم نہیں دیکھتے کہ زمین حسین کے فراق میں بیمار ہے اور دنیا کانپ رہی ہے؟

وقد اعولت تبکی السماء لفقدہ ۔۔۔ وانجمھا ناحت علیہ وصلت

آسمان بھی اُس کی جدائی پر روتا ہے۔ ستارے بھی ماتم کرتے اور سلام بھیجتے ہیں!

جامع الشواہد

طبع ثانی

مولنا ابو الکلام صاحب کی یہ تحریر ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی تھی جب وہ رانچی میں نظر بند تھے۔ موضوع اِس تحریر کا یہ تھا کہ اسلامی احکام کی رُو سے مسجد کن کن اغراض کے لئے استعمال کیجا سکتی ہے؟ اور اسلام کی رواداری نے کس طرح اپنی عبادت گاہوں کا دروازہ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام نوع انسانی پر کھول دیا ہے؟

۱۹ء میں جسقدر نسخے چھپے تھے، مدرسۂ اسلامیہ رانچی کو دے دئے گئے تھے جو بہت جلد ختم ہو گئے۔ اب مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ لیتھو میں چھپی ہے۔ قیمت ۱۲ ار

مینجر الہلال کلکتہ

برید فرنگ

مکتوب امریکہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم واشنگٹن کے قلم سے)

امریکہ میں تمدنی اور صناعی ترقی کے افراط کا ردِ فعل۔ امریکہ کی عورتیں زندگی سے بیزار ہو رہی ہیں اس لئے کہ زندگی کی نسوانی مسرتیں ناپید ہو گئی ہیں!

امریکہ عجائب و غرائب کی دنیا ہے، تجارت، صنعت و حرفت، دولت، علم کی ایسی فراوانی ہے کہ اُس کا تصور بھی بیرونی دنیا کے لئے مشکل ہوگا۔ دنیا کا عام خیال یہ ہے کہ دولت اور مادی طاقت حاصل ہو جائے تو دنیوی زندگی کی تمام راحتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ پھر کیا امریکہ میں ...... زندگی کی راحتیں حاصل ہیں؟ کیا امریکن مسرتِ حیات کی جستجو سے فارغ ہو گئے ہیں؟

مجھے بغیر کسی تامل کے جواب دینا ہے کہ نہیں!

قوموں کی اجتماعی زندگی کا مرکزی نقطہ عورت ہے۔ اسی کی زندگی سے ہم سوسائٹی کی اجتماعی حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ عورت، انسانی سوسائٹی کی نبض ہے۔ قومی مزاج کا پورا حال، اس نبض پر انگلی رکھنے سے آشکارا ہو جاتا ہے۔ عورت، قوموں کی سعادت و شقاوت کا آئینہ ہے وہ پوری قوم کو اپنے وجود میں پیش کرتی ہے!

امریکہ کی موجودہ اجتماعی زندگی کے سکون یا اضطراب کا اندازہ کرنے کے لئے ہمیں سب سے پہلے "امریکن عورت کی دماغی سیرۃ پر نظر ڈالنی چاہئے۔

چند دن ہوئے مڈل وسٹ میں ایک کمیٹی بٹھائی گئی تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اُن اسباب کی تحقیق کرے جنھوں نے تیس سال سے ۴۵ سال کی عمر والی شادی شدہ عورتوں کو اپنی موجودہ زندگی سے بیزار کر رکھا ہے اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ ۳۹۰ صفحوں میں شائع کی ہے۔ تمام اسباب و حالات پر بحث کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ "امریکن عورت، علم کے ہاتھوں پریشان ہے!"

اس اجمال کی مختصر تشریح حسبِ ذیل ہے:

امریکن دلہن

شہروں کو چھوڑ کر قصبوں کا بھی یہ حال ہے کہ امریکن دلہن اپنے نئے گھر میں پہنچتی ہے تو علم و فضل سے آراستہ ہوتی ہے وہ اچھی طرح اُن علمی و صناعی آلات کے استعمال سے واقف ہوتی ہے جن سے اُسے اپنا گھر چلانا ہے امریکہ کی گھریلو زندگی میں بجلی کلیں داخل ہو گئی ہیں۔ بہت کم کام عورت کو اپنے ہاتھ سے کرنا پڑتا ہے۔ تمام کام آلات سے لئے جاتے ہیں جن میں ایک طرف تو محنت کم ہوتی ہے دوسری طرف وقت بھی بہت بچتا ہے۔ گھر میں روز کے مشکل کام، گھر کی صفائی، برتنوں کی دھلائی کھانا پکانا، کپڑے دھونا ہیں۔ لیکن ان کاموں میں عورت کو بہت کم محنت کرنا پڑتی ہے۔ مشینیں اور آلات اُس کی خدمت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ عورت جلد ان سے فارغ ہو جاتی ہے۔ اگر گھر میں بچے نہیں ہیں تو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہتی ہے۔

وہ سوچتی ہے "اب میں کیا کروں؟" اُسے اخبار کا خیال آتا ہے اخبار پڑھنے لگتی ہے، پھر رسالے دیکھتی ہے۔ پھر کتابیں مطالعہ کرتی ہے۔ مگر کب تک؟ تھک جاتی ہے۔ اب سوچتی ہے "کیا کروں؟" اس سوال کا اُسے کوئی جواب نہیں ملتا۔ جماہیاں لیتی ہے۔ اونگھنے لگتی ہے۔ سو جاتی ہے۔ مگر جاگتے ہی پھر یہی بھیانک سوال اُس کے سامنے آ موجود ہوتا ہے اور وہ کوئی جواب نہیں پاتی!

"آہ! میری مسرت!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر کہتی ہے "میری شادی تو ہو گئی، مگر میری مسرت کہاں ہے؟" وہ اپنے شوہر کا خیال کرتی ہے۔ شوہر اُس کی نظر کے سامنے کہاں ہے؟ وہ تو اپنے دفتر میں بیٹھا ہے اور اپنی بیوی کی طرف سے بالکل غافل تجارتی حساب میں مستغرق ہے! عورت سوچتی ہے "میرے شوہر کو کبھی مجھ سے محبت تھی؟" ممکن ہے کبھی ہو، مگر اب تو اُسے محبت پر غور کرنے کی مہلت ہی کہاں ہے؟ اب اُس کی تجارتی زندگی نے کامیابی کا منہ دیکھ لیا ہے۔ اب تو اُسے بیوی کی جگہ "ڈالر" (امریکن سکہ) سے محبت ہے۔ ہفتہ کے ۶ دن تجارت میں منہمک رہتا ہے۔ گھر میں ضرور رہتا ہے۔ مگر اس قدر متفکر، اس قدر پراگندہ خاطر، اس قدر خستہ، کہ اُسے اپنی "قدیم محبوبہ" سے ملاطفت کا خیال بھی نہیں ہوتا۔ اُس کا جسم گھر میں ہوتا ہے، دماغ دفتر میں۔ باتیں بیوی سے کرتا ہے، خیال حساب میں ہوتا ہے۔ بیوی ضبط کرتی ہے اور ضبط کرتی ہے۔ بے صبری سے اتوار کا انتظار کرتی ہے۔ اتوار بھی آگیا! مگر شوہر اس کے پہلو میں نظر نہیں آتا۔ آج اتوار ہے، وہ میدان میں "گولف" یا "فٹ بال" کھیل رہا ہے۔ ہفتہ کے ۶ دن سخت دماغی کام کیا ہے۔ آج اپنی "تندرستی" کا حق ادا کر رہا ہے!" مگر اس کی بدنصیب بیوی کا حق؟ بیوی کا حق تو "ڈالر"، "تجارت" اور "صحت" کی چکی میں پڑ کر پس گیا!

بیوی کا دل گھر سے اُچاٹ ہو جاتا ہے۔ میدانوں، تماشہ گاہوں اور کلب گھروں کی راہ لیتی ہے۔ مگر بالکل عبث۔ گھر میں تسلی نہیں ملی۔ دوسری جگہ کب مل سکتی ہے؟

علم حقائقِ اشیاء

امریکہ کی سب سے زیادہ قابلِ فخر درسگاہیں، مشترک زنانہ مردانہ یونیورسٹیاں ہیں۔ لیکن امریکن عورت کی خانگی شقاوت کی بنیادیں بھی یہیں ملتی ہیں۔ یہاں عورت اپنی زندگی کے بہترین تین چار سال گذارتی ہے۔ وہ کیا سیکھتی ہے؟ اعلیٰ دقیق علوم: فلسفہ، علم النفس، علم الحیاۃ وغیرہ وغیرہ جو اُسکی جنسی زندگی میں ہرگز کوئی کام نہیں دیتے۔ ایک دن میں نے ایک خوبصورت دوشیزہ سے سوال کیا "تم یہ علوم کیوں پڑھتی ہو؟" اُسنے فوراً جواب دیا "حقائقِ اشیاء معلوم کرنے کے لئے!" لیکن اب "حقائقِ اشیاء" کا یہ قیمتی علم بلائے جان ہو گیا ہے!

امریکہ کے تمام جوان مرد اور عورتیں اسی حقائقِ اشیاء کے جنون میں مبتلا ہیں۔ پھر یہ حقائق "علمی اصول" پر معلوم ہونے چاہئیں! وہ زندگی کی ہر بات "علمی مسئلہ" کی شکل میں دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں اور ہر علمی مسئلہ، محل بحث و نظر ہے! محبت، شادی، اولاد، خانہ داری، کھیل، یہ سب اپنی جگہ پر "حقائق" ہیں، "علمی مسائل" ہیں۔ علم الحیاۃ اور علم الاقتصاد کے اصول پر انھیں حل ہونا چاہئے! پھر وہ حل بھی ایسا ہو جو ہر اعتبار سے علمی و منطقی ہو! یہی سبب ہے کہ امریکہ میں جرأت کی مثالیں کم ملتی ہیں۔ امریکن نوجوان اُسی کام میں جرأت دکھاتا ہے، جسمیں جرأت کرنا اقتصادی حیثیت سے مفید ہو۔ امریکہ کی یہ مشترک یونیورسٹیاں اس لئے وجود میں آئی ہیں کہ "مرد اور عورت کی تفریق باطل ہو جائے" یہ قول ایک یونیورسٹی کی خاتون پرنسپل کا ہے۔ ایک مشہور فرنچ پروفیسر کے سامنے میں نے یہ قول نقل کیا، تو وہ چلا اُٹھا "اُف، ناقابلِ تصور منگ دلی ہے!"

زندگی کے قدرتی جذبات کی لطافت کی جگہ اب ایک سراپا صناعی اور آلاتی زندگی ہے جسمیں امریکہ کا ہر فرد مبتلا ہو گیا ہے!

ناول اور افسانے

میں نے بہت سی یونیورسٹیوں کے کتب خانوں کی سیر کی۔ مجھے یہ دیکھکر سخت حیرت ہوئی کہ اُن کی فہرستیں ناولوں اور افسانوں سے تقریباً خالی ہیں۔ اقتصادیات، طبیعیات، فلسفہ، نفسیات غرضکہ دقیق علوم کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ امریکن نوجوان زیادہ تر یہی خشک کتابیں پڑھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رقیق جذبات اُن میں بہت کم رہ گئے ہیں۔ مادی اور فلسفی ہو گئے ہیں۔ روح اور قلب کی قوتیں دب گئی ہیں۔

مہارتِ فنی کا غلو

پھر امریکہ کی خانگی زندگی کو تلخ بنانے والی ایک چیز اور بھی ہے۔ مردوں کی تعلیم عام طور پر کسی ایک خاص علم و فن میں کی ہوتی ہے تاکہ کسی ایک پیشہ میں درجۂ اختصاص حاصل ہو جائے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اگر اسکی بیوی بھی اُس خاص فن میں ماہر نہیں ہوتی جسمیں اُس کے شوہر نے مہارت حاصل کی ہے، تو دونوں کی زندگی میں بے لطفی بلکہ تلخی پیدا ہو جاتی ہے۔ شوہر کا دماغی رجحان اور بیوی کا دماغی رجحان بالکل مختلف ہو جاتا ہے۔ دونوں اپنی صحبتوں کے لئے کوئی دلچسپ موضوعِ بحث نہیں پاتے۔ رسمی گفتگو کے بعد اپنے اپنے خیالات میں غرق ہو جاتے ہیں۔ اُسوقت عورت کو محسوس ہوتا ہے کہ اُسنے جو تعلیم یونیورسٹی میں حاصل کی تھی، بے فائدہ نکلی۔ وہ افسوس سے ہاتھ ملتی ہے۔ مگر افسوس کرنے سے خانگی مسرت حاصل نہیں ہو سکتی!

قبل از وقت شادی

ان مشترک تعلیم گاہوں نے ایک اور سخت مصیبت بھی پیدا کر دی ہے۔ نوجوان مرد اور عورتیں ایک ساتھ تعلیم حاصل کرتے ہیں، اور اُن میں بتدریج دوستی پیدا ہو جاتی ہے۔ دوستی محبت کی شکل اختیار کرتی ہے۔ اور محبت کا نتیجہ شادی ہوتا ہے۔ یہ کچھ برا نہ تھا، اگر ایسی عمر میں ہوتا جو پختہ کاری کی عمر ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ اکثر شادیاں ۱۹ اور ۲۱ برس کی عمر میں ہو جاتی ہیں، اور اس لئے سخت مشکلات کا پیش خیمہ بنجاتی ہیں۔ مرد اور عورت دونوں عملی زندگی کی ازدواجی ذمہ داریوں سے بے خبر ہوتے ہیں۔ بلکہ دونوں ہنوز طالب العلم ہوتے ہیں۔ گھر میں چار چار بچے کھیلتے ہوتے ہیں مگر اُن کے ماں اور باپ دونوں یونیورسٹی کے کمروں میں اساتذہ کے سامنے بیٹھے ہوتے ہیں! اس صورتِ حال سے جو پریشانیاں پیدا ہو سکتی ہیں، محتاجِ بیان نہیں۔ لیکن تعجب ہے امریکہ کے عقلاء اس کا سدِ باب نہیں کرتے بلکہ

اسے پسند کرتے ہیں اور اس کی ہمت افزائی کرنے میں بھی مضائقہ نہیں کرتے۔ امریکہ کے بوڑھوں میں یہ مقولہ عام ہو "نوجوانوں کو چھوڑ دو کہ ساتھ بڑہیں کھیلیں، ساتھ پڑہیں لکھیں، بچپن ہی سے باہم محبت کریں اور اپنی نسل بڑہتے دیکھیں!"

امریکن عورت کی روزمرہ کی زندگی

مردوں کی طرح عورتوں کی زندگی بھی روپیہ کمانے اور خرچ کرنے میں بسر ہوتی ہو۔ بازاروں میں کپڑے کی اکثر بڑی دوکانوں پر جلی حروف میں یہ عبارت لکھی نظر آئے گی "یہاں عورتوں کو کپڑے سینے کی مفت تعلیم دیجاتی ہو" جابجا سائن بورڈوں پر یہ الفاظ پڑہو گے "یہاں علم تدبیر منزل (خانہ داری) پر لیکچر مفت سنائے جاتے ہیں"، یہ اس امر کا ثبوت ہو کہ امریکن عورت بالکل بیکار نہیں رہتی وہ اپنی خانگی زندگی میں تو ضرور بدنصیب ہوتی ہو، مگر برابر علمی و صنعتی ترقی کر رہی ہو۔ لیکن دراصل اسی ترقی نے اُسے مسرت سے محروم بھی کر رکھا ہو۔

آمریکن عورت، بہت مسرف ہوتی ہو۔ اس کا ثبوت ہر روز بازار میں دیکھا جا سکتا ہو۔ دوکانیں عورتوں سے لبریز رہتی ہیں۔ دوکانداروں کا اپنے اعلانوں میں خطاب عموماً عورتوں ہی سے ہوتا ہو کیونکہ وہ جانتے ہیں مردوں کو خرید فروخت کی مہلت نہیں۔ مرد روپیہ کمانا جانتے ہیں، خرچ کرنا نہیں جانتے۔ عورتیں اُن کی ہفتہ بھر یا مہینہ بھر کی آمدنی پر قابض ہو جاتی ہیں اور بازاروں میں آکر بے دریغ خرچ کر ڈالتی ہیں۔ عورتوں کے اسراف کا اندازہ صرف اتنی بات سے کیا جا سکتا ہو کہ گزشتہ دس سال کے اندر منھ پر ملنے والے روغنوں کی فروخت میں فی صدی دو ہزار کا اضافہ ہو گیا ہو!

زنانہ کلب

آمریکہ کے زنانہ کلب، دنیا میں اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ بڑے ہی شاندار، خوبصورت، اور جدید ترین سامان سے آراستہ ہوتے ہیں عورت چونکہ گھر میں شوہر کو نہیں پاتی، اور دلچسپی سے محروم ہوتی ہو، اس لئے اپنا زیادہ وقت کلب ہی میں گزارتی ہو۔ عام دستور یہ ہو کہ عورت اپنے شوہر کو موٹر میں بٹھاکر اُس کے دفتر میں چھوڑ آتی ہو اور باقی پورا دن کلب میں صرف کرتی ہو۔ شام کو پھر موٹر میں بیٹھتی ہو اور شوہر کو دفتر سے لے آتی ہو۔ دونوں رات کا کھانا عموماً ہوٹل میں کھاتے ہیں اور پھر گھر آکر سو رہتے ہیں!

سب سے زیادہ زنانہ کلب مڈل ویسٹ میں ہیں۔ یہ کلب بہت ہی دلچسپ اور مفید ہیں۔ لیکن اُن کا یہ عیب بھی بہت بڑا ہو کہ عورت سے خود فکر کی قوت سلب کر لیتے ہیں اور اُس کے دماغ میں اس قدر معلومات ٹھونس دیتے ہیں کہ وہ اُنھیں ہضم نہیں کر سکتی اور دماغی بدہضمی میں مبتلا ہو جاتی ہو۔ دن بھر کلب گھروں میں علمی تقریریں ہوتی رہتی ہیں۔ ایک دن میں نے شیکاگو کے ایک زنانہ کلب میں چار مختلف مضمونوں پر لیکچر سُنے۔ مضمون یہ تھے:

(۱) مرد کا کار اپنے گھر میں

(۲) غذا کی تاثیر جسم انسانی پر

(۳) موجودہ ادبیات اور خواتین عادات

(۴) سحر و ساحری کی حقیقت۔

میں نے بڑے غور سے لیکچر سُنے تھے۔ آخر میں سوچنے لگا کہ میں نے کیا سُنا تھا؟ باوجود سخت کوشش کے میں اس کا کوئی جواب دے سکا۔ کیونکہ دماغ مختل ہو چکا تھا۔ صرف دو باتیں حافظہ میں محفوظ رہ گئی تھیں۔ ایک یہ کہ دوپہر کو کھانا نہیں کھانا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ دنیا کی موجودہ اقتصادی حالت ایسی ہو گئی ہو کہ انسان، دولت جمع کرنے کا آلہ بن گیا ہو۔ صرف ایک دن میں میرا یہ حال ہوا لیکن اُن ※

برید شرق

مکتوب انگورہ

(الہلال کے مقالہ نگار مقیم انگورہ کے قلم سے)

شورائے دولت۔ ترکی ڈاکٹر کی تحقیقات۔ وزیر خارجیہ کی تصریحات ترکی پارلیمنٹ۔ ترکی عورت اور حق انتخاب۔ برطانیہ کی سازشیں۔ ترکی اور افغانستان۔

شورائے دولت

"مجلس شورائے دولت" کے نام سے ترکی پارلیمنٹ نے ایک مجلس کا قیام منظور کر لیا ہو۔ اُس کی صدارت کے لئے مشہور ترکی قانوندان نصرت بک منتخب ہوئے ہیں۔ اس مجلس کا کام یہ ہوگا کہ حکومت کی تمام وزارتوں اور محکموں کو ضرورت کے وقت مشورہ دے، نیز اُن جھگڑوں کا تصفیہ کرے جو مختلف محکموں میں پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔

※ عورتوں کا کیا حال ہوگا جن کی ساری زندگی انہی کلب گھروں اور اُن کے لیکچروں میں گزرتی ہو؟

بچوں کی ماں

آمریکہ میں بیشمار انجمنیں اس غرض سے موجود ہیں کہ ماؤں کے لئے مفت مشورے مہیا کریں۔ ان میں ہمیشہ لیکچروں کا سلسلہ جاری رہتا ہو اور ماؤں کو بتایا جاتا ہو کہ وہ کون کون کتابیں پڑھیں؟ کس قسم کا کھانا کھائیں؟ کیا سوچیں؟ کیا دیکھیں؟ غرضکہ ہر معاملہ میں باقاعدہ علمی مشورہ دیا جاتا ہو۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ امریکہ میں جس طرح سب معاملات اصول و قواعد کے ماتحت رکھے گئے ہیں، اُسی طرح نسوانیت بھی علمی اصول پر منطبق "کی جا رہی ہو"۔ یہی حد سے زیادہ "علمی انطباق" انسانیت اور مرد و عورت کی جنسیت کی فطرۃ کا خاتمہ ہو!

دنیا میں امریکہ کی نوجوان عورتوں سے منظم تر کوئی چیز موجود نہیں۔ وہ الہڑ نہیں ہوتی۔ اپنے شوہر کی طرح کبھی کسی علم یا ہنر میں ماہر ہوتی ہو۔ اپنے گھر کو مرتب و منظم رکھ سکتی ہو۔ امریکن عورت، انگلستان کی عورت سے کہیں زیادہ منظم اور سلیقہ مند ہوتی ہو۔

امریکن ماں اپنے بچوں سے بیحد محبت کرتی ہو۔ ہندوستان کی طرح آمریکہ میں بھی اولاد اپنے ماں باپ کی ملکیت سمجھی جاتی ہو۔ گھروں میں بچوں کے لئے علحدہ کمرے نہیں ہوتے۔ پورا گھر بچوں کے لئے کھلا ہوتا ہو اور وہ دن بھر اودھم مچائے رہتے ہیں۔ اسی طرح دائیاں اور کھلائیاں رکھنے کا بھی رواج کم ہو۔ خود ماں ہی دائی ہوتی ہو۔ ماں اپنے بچوں میں کسی کی مداخلت گوارا نہیں کرتی۔ وہ اُن کا مستقبل اپنے مستقبل سے وابستہ سمجھتی ہو۔ اُن پر وہ تمام تعلیم و تربیت کے اصول منطبق کرتی ہو جو کلب گھروں میں سُنتی اور کتابوں میں پڑھتی ہو!

لیکن اس کے باوجود بھی اُس کی زندگی بڑی حد تک مسرت سے خالی ہوتی ہو، کیونکہ، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا، علم کی فراوانی اور تجارت کی افزونی نے اسرار ازدواجی مسرتوں کا دائرہ تنگ کر رکھا ہو۔ امریکہ کی عورت، علم اور مادی ترقی سے اب مالا مال ہو چکی ہو ※

※ [illegible]

ترکی ڈاکٹر کی تحقیقات

مشہور ترکی ڈاکٹر حسن رشاد بک کے متعلق اخبارات نے یہ خبر شایع کی ہو کہ اُنھوں نے آتشک کا حکمی علاج دریافت کر لیا ہو۔ اُن کا دعویٰ ہو کہ اُن کی دوا کا صرف ایک انجکشن ہمیشہ کے لئے اس خبیث بیماری کی جڑ کاٹ دیتا ہو۔ ترکی حکومت ڈاکٹر موصوف کو اپنے خرچ سے یورپ بھیج رہی ہو تاکہ وہاں ماہرین فن کے سامنے اپنے تجربے دکھائیں۔

وزیر خارجیہ کی تصریحات

ڈاکٹر توفیق رشدی بک ترکی وزیر خارجیہ نے اس ہفتہ اخباری نمایندوں کے سامنے حسب ذیل تصریحیں کی ہیں:

"اس وقت ٹرکی کے تعلقات متمدن دنیا کے جملہ ملکوں سے دوستانہ ہیں۔ اس وقت دنیا کی کسی سلطنت سے بھی ہمارا کوئی اختلاف نہیں۔ پچھلے دنوں جو افسوسناک حادثے بعض سلطنتوں کے مابین واقع ہوئے ہیں، اُنھوں نے ہمارے مسلک پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔ ہمارے مسلک کی بنیاد اس عقیدے پر ہو کہ دنیا کا امن و امان ہمارے ملک کے لئے مفید ہو۔ یہی باعث ہو کہ ہم حکومتوں کے درمیان جھگڑے ڈالکر خود نفع نہیں اُٹھاتے۔ کیونکہ یہ ہمارے مقصد امن کے خلاف ہو۔

"بلقانی ریاستوں سے بھی ہمارے تعلقات دوستانہ ہیں۔ ہم اُنھیں اور بھی مضبوط کرنے کی کوشش میں ہیں۔ روس سے ہمارے علائق خاص طور پر بہت ہی اچھے ہیں۔ روس نے کبھی ہمارے داخلی معاملات میں مداخلت نہیں کی۔ وہ ہمیشہ ہمارا دوست رہا اور اس وقت بھی دوست ہو۔

"چین کی موجودہ تحریک آزادی سے ہمیں پوری دلچسپی ہو۔ ہم اس عظیم الشان مشرقی قوم کی آزادی کے دل سے متمنی ہیں۔ بقیہ سے ہمیں جو دلی تعلق ہو وہ کسی شرح و تفصیل کا محتاج نہیں۔"

ترکی مجلس کا نیا انتخاب

موجودہ ترکی مجلس (پارلیمنٹ) کی مدت ختم ہو گئی۔ اب نئے انتخابات کا وقت ہو۔ قانون کی رو سے اس مجلس کی عمر ماہ اپریل تک تھی۔ مگر اُسے دو مہینے اور بڑھا لئے۔ اب وہ دو مہینے بھی گزر چکے ہیں۔ نئے انتخابات ماہ جولائی میں شروع ہونگے۔ باخبر لوگ جانتے ہیں کہ انتخابات کا نتیجہ کیا ہوگا؟ تمام ملک کو غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور اُن کی جماعت پر پورا اعتماد ہو۔ لہذا آیندہ مجلس میں ہمیں تقریباً انہی ممبروں کا انتظار کرنا چاہئے جو موجودہ مجلس کے ارکان تھے۔

ترکی عورت اور حق انتخاب

نئے انتخابات کے پیش آجانے کی وجہ سے اس کا غوغا بہت بڑہ گیا ہو۔ حقوق طلب خواتین بڑی سختی سے مقابلہ کی تیاریاں کر رہی

ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہی ابھی یہ منزل دُور ہی۔ کم سے کم آئندہ انتخابات میں اُس کی کوئی اُمید نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ اِس ہفتہ حکومت انگورہ نے اعلان کر دیا ہی کہ عورتوں کو حق انتخاب بالفعل نہیں دیا جا سکتا وجہ یہ بتائی ہی کہ اُنھوں نے ابھی کافی ترقی نہیں کی ہی۔

برطانیہ کی سازشیں

یونانی اخبارات کی اِس خبر نے ترکی اخبارات کو سخت مشتعل کر دیا ہی کہ "برطانیہ نے حکومت یونان سے خواہش کی ہی کہ روس کے خلاف تمام دول بلقان کی ایک خفیہ کانفرنس منعقد کرے مگر اُس میں ٹرکی کو شریک نہ ہونے دے" ترکی اخبارات کی رائے میں یہ تجویز ٹرکی کے لئے ایک مبارزت ہی۔ انگورہ کا سربرآوردہ اخبار "جمہوریت" اپنی پچھلی اشاعت میں یوں اظہار خیال کرتا ہی:

"اگر یہ خبر صحیح ہی تو اِس کے صاف معنی یہ ہیں کہ برطانیہ روس کے ساتھ ٹرکی کی مخالفت پر بھی تلا ہوا ہی۔ اگر اِس تجویز سے برطانیہ کا مقصود یہ ہی کہ ٹرکی کو دھمکا کر روس سے الگ کرلے، تو ہم صاف لفظوں میں اسکی تعمیل سے انکار کرتے ہیں۔ اب وہ زمانے گئے جب ٹرکی ایسی دھمکیوں سے مرعوب ہو جایا کرتا تھا۔ گزشتہ تین صدی کے تجربوں نے ہمیں خوب سکھا دیا ہی کہ ہمیں صرف اپنی قوت پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ اور ہم صرف اپنی قوت ہی پر اعتماد رکھتے ہیں۔ ہمارے پاس اتنی قوت موجود ہی جو ہمیں ہر مشکل سے بچا سکتی ہی۔ روس سے ہماری دوستی، زندگی اور موت کا معاملہ ہی۔ روس کو ہماری دوستی کی ضرورت ہی۔ ہمیں روس کی دوستی کی ضرورت ہی۔ ہم روس سے ہرگز علحدہ نہیں ہو سکتے"

ٹرکی اور افغانستان

باخبر حلقوں میں خیال کیا جاتا ہی کہ برطانیہ عنقریب افغانستان سے چھیڑ چھاڑ شروع کرے گا۔ روسی خطرے نے برطانیہ کو بدحواس کر دیا ہی۔ وہ دیکھتا ہی روس کے تعلقات افغانستان سے بہت گہرے ہیں۔ افغانستان، ہندوستان کا پڑوسی ہی، لہذا روسی افغانی دوستی، ہندوستان کے لئے خطرناک ہی۔ اور چونکہ اِس دوستی میں ہندوستان کے لئے خطرہ ہی اِس لئے یا تو افغانستان کو روس سے توڑ لینا چاہئے، یا برطانیہ سے دست بگریباں ہونے کے لئے طیار ہو جانا چاہئے۔

یہ ہی برطانیہ کا نقطۂ نظر، اور اِسی بنا پر وہ بہت جلد افغانستان سے نئی معاملت شروع کرنی چاہتا ہی۔ ہمیں جہاں تک حالات کا علم ہی ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ برطانیہ کو افغانستان کے روس سے الگ کرنے میں ویسی ہی ناکامی ہوگی، جیسی ٹرکی کے معاملہ میں ہو چکی ہی۔ افغانستان، روس سے علحدہ نہیں ہو سکتا۔ اُسے خوب معلوم ہی کہ برطانیہ اُسے ہرگز کوئی نفع نہیں پہونچائے گا۔ لیکن روس اُسے بے شمار نفع پہونچا رہا ہی۔

یہی باعث ہی کہ پچھلے چند ماہ سے افغانستان کے مدبر ماسکو اور انگورہ کا دورہ کر رہے ہیں۔ فی الحال انگورہ میں مشہور افغانی مدبر محمود خاں طرزی موجود ہیں۔ سرکاری طور پر اُن کی آمد صرف سیر و سیاحت کی غرض سے بتائی گئی ہی۔ خود اُنھوں نے بھی اخبار "حاکمیت ملت" کے نامہ نگار سے یہی بیان کیا ہی۔ لیکن اُن کے یہ الفاظ خاص معنی رکھتے ہیں "افغانستان کی دلی آرزو ہی کہ ٹرکی سے اُسکے تعلقات اور بھی زیادہ مضبوط ہو جائیں"

مقالات

مُحَرَّمُ الحرام سنہ ۱۳۴۶ ہجری

نئے ہجری سنہ کا آغاز!

تذکار ہجرۃ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

۲

واقعۂ ہجرۃ کا اختصاص

پچھلی تحریر میں یہ حقیقت واضح ہو چکی ہی کہ حضرۃ عمر اور مجمع صحابہ نے ایک نئے سنہ کی ضرورت اِس لئے محسوس کی کہ قومی زندگی کے قیام و تکمیل کے لئے قومی سنہ کی ضرورت تھی، اور اسلام کی تعلیم و تربیت نے اُن کی قومی ذہنیت کا جو مزاج پیدا کر دیا تھا، اُس کا مقتضی یہی تھا کہ اِس ضرورت کی کھٹک طبیعتوں میں پیدا ہوتی۔ لیکن اب اِس کے بعد معاملہ کا سب سے زیادہ ضروری سوال سامنے آتا ہی۔ سوال یہ ہی کہ قومی سنہ کا مبدء قرار دینے کے لئے سامنے کی جتنی چیزیں بھی ہو سکتی تھیں، اُن میں سے کوئی چیز بھی اختیار نہیں کی گئی، اور ایک دُور کی چیز جو بظاہر اِس غرض کے لئے کوئی مناسبت نہیں رکھتی، اُن کے سامنے آگئی، اور اُسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ آخر اِس کی علت کیا ہی؟

مسلمانوں کا قومی سنہ قرار دینے کے لئے قدرتی طور پر جو چیزیں سامنے کی تھیں، وہ اسلام کا ظہور تھا۔ داعی اسلام کی پیدائش تھی نزول وحی کی ابتدا تھی۔ بدر کی تاریخی فتح تھی۔ مکہ کا فتحمندانہ داخلہ تھا۔ حجۃ الوداع کا اجتماع تھا جو اسلام کی ظاہری اور معنوی تکمیل و فتح کا آخری اعلان تھا۔ لیکن اِن تمام واقعات میں سے کوئی واقعہ بھی اختیار نہیں کیا گیا۔ ہجرۃ مدینہ کی طرف نظر گئی جو نہ کسی پیدائش کا جشن ہی، نہ کسی ظہور کی شوکت۔ نہ کسی جنگ کی فتح ہی، نہ کسی غلبہ و تسلط کا شادیانہ۔ بلکہ اُس زمانہ کی یاد تازہ کرتا ہی جب آغاز اسلام کی بے سروسامانیاں اور ناکامیاں اِس حد تک پہنچ گئی تھیں کہ داعی اسلام کے لئے اپنے وطن میں زندگی بسر کرنا بھی ناممکن ہو گیا تھا۔ بیچارگی اور مظلومیت کی انتہا تھی کہ اپنا وطن، اپنا گھر، اپنے عزیز و اقارب، اور اپنا سب کچھ چھوڑ کر، صرف ایک رفیق غمگسار کے ساتھ، رات کی تاریکی میں، رہسپار دشت غربت ہوا تھا!

یہ بھی ظاہر ہے کہ اِس قسم کے معاملات میں قدرتی طور پر دوسری قوموں کے نمونے سامنے آیا کرتے ہیں۔ حضرۃ عمر اور صحابہ کے سامنے بھی یہ نمونے موجود تھے۔ لیکن وہ اُن کی تقلید پر آمادہ نہ ہو سکے اور اُنھوں بالکل ایک دوسری ہی راہ اختیار کی۔

دُنیا کے قومی سنین

قومی سنہ، دراصل قوم کی پیدائش اور عروج و اقبال کی تاریخ ہوتا ہی۔ اِس کے ذریعہ قومیں اپنی تاریخ کا سب سے زیادہ اہم اور بنیادی واقعہ یاد رکھنا چاہتی ہیں۔ اُس کا دَور ہر بارہ مہینے کے بعد ختم ہوتا اور از سر نو شروع ہوتا ہی، اور اِس طرح سال نَو کی مسرتوں کے ساتھ اُس کی تاریخی روایات کی شادمانیاں بھی تازہ ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہی کہ دُنیا میں جس قدر سنہ رائج ہوئے، سب کی بُنیاد کسی ایسے واقعہ پر نظر آتی ہی جس سے کسی قومی فتح و اقبال کا آغاز ہوا ہی۔ چونکہ اِس طرح کا آغاز عموماً کسی بڑے انسان کی پیدائش سے ہوا ہی، یا کسی بڑے بادشاہ کی تخت نشینی سے، یا کسی بڑی جنگ کی فتح اور کسی نئی سرزمین کے قبضہ و تسلط سے۔ اِس لئے دنیا کے اکثر سنوں کی ابتدا مشاہیر و اکابر کی پیدائش اور تخت نشینی ہی سے ہوتی ہی۔ بیرونی نے آثار الباقیہ نامی کتاب صرف سنین و تواریخ کے موضوع پر لکھی ہی، اور اِس درجہ کی لکھی ہی کہ آج بھی اِس سے بہتر کتاب نہیں لکھی جا سکتی۔ وہ دُنیا کے تمام سنین کا استقصا کر کے لکھتا ہی "قوموں کا طریقہ اِس بارے میں یہ رہا ہی کہ بانیان حکومت، مذاہب کی پیدائش، بادشاہوں کی تخت نشینی، انبیاء کی بعثت، ملکوں کی فتح و تسخیر، سلطنت کے انقلاب و انتقال، اور حوادث عظیمۂ ارضیہ سے تواریخ و سنین کی ابتدا کیا کرتے ہیں"

قدیم سنوں میں بابلی، یہودی، رومی، مسیحی، ہندوستانی، اور ایرانی سنین سب سے زیادہ مشہور و مستعمل رہے ہیں۔ اِن سب کی ابتدا کسی ایسے ہی واقعہ سے ہوتی ہی۔ بابلی سنہ کی بُنیاد بخت نصر اول کی پیدائش پر رکھی گئی تھی کیونکہ اُس کے ظہور سے بابل کی عظمت کا آغاز ہوا۔ یہودیوں نے پہلے مصر سے خروج کے واقعہ پر سنہ کی بُنیاد رکھی تھی۔ کیونکہ اِسی واقعہ سے اُن کی قومی آزادی کا دَور شروع ہوتا تھا۔ پھر جب فلسطین میں یہودی حکومت قائم ہو گئی تو حضرت سلیمان کی تخت نشینی سے بھی سنہ کا حساب کرنے لگے۔ پھر ہیکل کی بربادی کے بعد جب دوبارہ تعمیر کا واقعہ ظہور میں آیا، تو چونکہ اِس سے یہودیوں کے اجتماع و توطن کا نیا دَور شروع ہوتا تھا اِس لئے اِس کی یادآوری کے جذبے نے تاریخ و سنہ کی صورت اختیار کرلی۔ رومیوں کا سب سے زیادہ مشہور سنہ اسکندری سنہ ہی جو سکندر فاتح کی پیدائش سے شروع ہوتا ہی۔ پھر آگسٹس کی پیدائش سے نیا سنہ شروع ہوا جسکی فتحمندیوں نے رومی عظمت کا نیا دَور شروع کر دیا تھا۔ مسیحی

سنہ کا تو نام ہی میلادی سنہ ہی۔ یعنے اس کی ابتدا حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدایش کے واقعہ پر رکھی ہی۔

ہندوستان میں جہاں ہر گروہ کے لئے الگ الگ زبان اور الگ الگ پیشہ قرار دیا گیا تھا، وہاں مختلف حلقوں کے لئے مختلف سنہ بھی قرار پا گئے تھے۔ جوتشیوں نے اپنے حساب کے لئے خاص جوتشی سنہ قرار دیا تھا۔ عوام اپنی یادداشت کے لئے الگ سنہ رکھتے تھے۔ حکومتوں اور بادشاہوں کے سنہ اُن کے لئے مخصوص تھے، مگر اِن سب کی بُنیاد کسی نہ کسی ایسے ہی واقعہ پر تھی۔ آخری سنہ جو سب سے زیادہ مشہور ہوا اور آجتک مستعمل ہی، بکرماجیتی سنہ ہی، اور یہ راجہ بکرماجیت کی پیدائش سے شروع ہوتا ہی۔ ایرانیوں میں بھی جس قدر سنہ رائج ہوئے، سب کی ابتدا پیدائش، تخت نشینی، اور کسی ایک خاندان سے دوسرے خاندان میں انتقال حکومت کا واقعہ ہی۔ اس رسم کی کہ ہر بادشاہ پچھلا سنہ منسوخ کرکے اپنی تخت نشینی کا نیا سنہ جاری کرے اور اُسے سنہ جلوس کہا جائے، ایرانیوں ہی نے بُنیاد ڈالی۔ مسلمانوں اور ایرانیوں میں جب جنگ ہوئی ہی، تو ایران کا سرکاری سنہ یزدگرد آخری فرماں روائے ایران کا سنہ جلوس تھا۔

حضرة عمر کا تردد

اُن روایات سے جو پچھلی تحریر میں درج ہو چکی ہیں، معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عمر کو بھی ابتدا میں یہی خیال ہوا تھا کہ آں حضرت (صلعم) کی پیدائش یا بعثت کے وقت سے سنہ کی ابتدا کی جائے۔ سعید بن مسیب اور یعقوبی کی روایت میں ہی کہ آپنے جب حضرت علی سے مشورہ کیا تو اُن کی رائے یہ ہوئی کہ واقعۂ ہجرت سے ابتدا کرنی چاہئے۔ یہ بات آپکے دل میں اُتر گئی اور صحابہ بھی اس سے متفق ہو گئے۔ ابن مہران کی روایت میں ہی کہ مبدء تاریخ کے بارے میں حسب معمول صحابہ نے مشورہ کیا تھا۔ مختلف رائیں لوگوں نے دیں۔ بالآخر سب اس پر متفق ہو گئے کہ واقعۂ ہجرة سے ابتدا کی جائے: فاتفقوا علی ان یکون المبدء من الہجرة۔ ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہی کہ اس معاملہ پر اچھی طرح غور و فکر کیا گیا تھا، اور ہر طرح کی رائیں ظاہر ہوئی تھیں۔ چونکہ سامنے کی صاف بات یہی تھی کہ آنحضرت کی ولادت یا بعثت سے تاریخ شروع کی جائے جو ظہور اسلام کی اصلی بُنیاد ہی، اس لئے حضرت عمر کا خیال ابتدا میں اسی طرف گیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہی کوئی بات اس میں ایسی تھی کہ آپ کی طبیعت کو اس پر انشراح نہیں ہوتا تھا۔ متردد تھے۔ بات قرینہ کی تھی لیکن دلیں مطمئن نہ تھی۔ بالآخر مزید مشورہ کیا، اور حضرت علی علیہ السلام نے رائے دی کہ واقعۂ ہجرت سے ابتدا کرنی چاہئے۔ یہ رائے اتنی بہتر اور جچی تلی تھی، کہ فوراً حضرت عمر کے دل میں اُتر گئی، اور تمام اکابر صحابہ بھی اس پر متفق ہو گئے۔ گویا ایک بھولی ہوئی بات تھی جو سب کے حافظہ میں تازہ ہو گئی۔ اب یہ معلوم کرنا چاہئے کہ واقعۂ ہجرة کی وہ کونسی مناسبت تھی جسنے حضرت علی کو کہ مدینۂ علم نبوت کے باب اور حکمت و سنت رسالت کے محرم اسرار تھے، اس طرف توجہ دلائی؟ اور پھر وہ کونسی ایسی مشہور و معلوم خصوصیت تھی، جس کی وجہ سے اتنی دور کی بات تمام اکابر صحابہ کے فہم میں فوراً در آئی، اور اس طرح تسلیم کر لی گئی، جیسے ایک مسلم اور طے شدہ بات ہو؟

واقعۂ ہجرة صحابہ کے نظر میں

ہاں! آج ہمارے لئے کہ اسلام کے صدر اول کا دماغ اور روح، دونوں کھو چکے ہیں، یہ بات کتنی ہی تعجب انگیز ہو، مگر صحابۂ کرام کے لئے جو اسلام کے بخشے ہوئے دل اور اُس کے بنائے ہوئے دماغ، دونوں کے مالک تھے، یہ بات اتنی صاف، اتنی کھلی ہوئی، اور اس طرح جانی بوجھی ہوئی تھی کہ اُس کی طرف صرف ایک اشارہ کر دینا ہی کافی تھا۔ داعی اسلام کے تزکیہ و تربیت اور درس کتاب و حکمت نے اُن کے اندر ایک ایسا صالح مزاج پیدا کر دیا تھا، کہ کوئی بات خواہ کتنی ہی سامنے کی اور مقبول و معمول کیوں نہ ہو، لیکن اگر حقیقت اور دانائی کی گہرائیوں سے ذرا بھی ہٹی ہوئی ہوتی تھی، تو فوراً اُن کی طبیعت میں کھٹک پیدا ہو جاتی تھی؛ اور پھر جمتی تھی تو اُسی وقت جب اصلی اور کامل چیز سامنے آجاتی تھی۔ تم اُن لوگوں کی نیکیاں اور پاکیاں ہمیشہ یاد رکھتے ہو، لیکن تم نے اُن کے علم اور دانائی کی گہرائیاں بھلا دی ہیں، حالانکہ صرف اُن کے دل ہی زیادہ نیک نہ تھے بلکہ اُن کی دانائی و حکمت بھی سب سے زیادہ گہری تھی جیسا کہ خود اُنہی میں سے ایک حقیقت شناس انسان نے کہا تھا: اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ کانوا افضل ھذہ الامة: ابرھا قلوباً، واعمقہا علماً، واقلہا تکلفا، اختارھم اللہ لصحبة نبیہ ولاقامة دینہ (عن عبداللہ ابن مسعود۔ رواہ الدارمی)

اس بارے میں قوموں کا طریقہ اُن کے سامنے آیا، اور خود اُنھیں بھی یہ بات صاف دکھائی دی کہ داعی اسلام کی پیدائش یا بعثت کو اپنی قومی تاریخ کی بُنیاد ٹھرائیں، لیکن چونکہ یہ بات اُس معیار نظر سے ہٹی ہوئی تھی جو اس طرح کے معاملات میں اسلام نے قائم کیا تھا، اس لئے نہایت واضح اور نمایاں ہونے پر بھی اُن کی طبیعت کو مطمئن نہ کر سکی۔ وہ ایسا محسوس کرنے لگے کہ کوئی دوسری بات ہونی چاہئے۔ وہ دوسری بات کیا تھی؟ ہجرت مدینہ کا واقعہ۔ جونہی یہ بات سامنے آئی، سب کے دلوں نے قبول کر لی۔ تاریخ کا یہ مبدء دنیا کی تمام تاریخوں اور قومی یادگاروں کے خلاف تھا۔ صرف خلاف ہی نہ تھا۔ بلکہ صریح اُلٹا تھا۔ دنیا کی تمام قومیں فتح و اقبال سے اپنی تاریخ شروع کرتی ہیں۔ انھوں نے بیچارگی و درماندگی کے واقعہ سے اپنی تاریخ شروع کی۔ دُنیا کی تمام قوموں نے چاہا اپنے ظہور کی سب سے بڑی فتح یاد رکھیں۔ اُنھوں نے چاہا اپنی تاریخ ظہور کی سب سے بڑی بے سروسامانی یاد رکھیں۔ دنیا کی تمام قوموں کا فیصلہ یہ تھا کہ اُن کی قومی تاریخ اُسوقت سے شروع ہوئی، جب اُن کی تاریخ کا سب سے بڑا انسان پیدا ہوا، اور اُسنے جنگ و قتال کے میدانوں میں فتح حاصل کی۔ لیکن اِن کا فیصلہ یہ تھا کہ قومی تاریخ کی ابتدا اُس دن سے ہوئی، جب بڑے انسان کی نہیں بلکہ سب سے بڑے عمل کی پیدائش ہوئی؛ اور جنگ کے میدانوں میں نہیں بلکہ صبر و استقامت کے میدانوں میں فتح حاصل ہوئی۔ دُنیا کی تمام قوموں کا یقین تھا کہ اُن کی طاقت و شوکت کی بُنیاد اُسوقت پڑی، جب اُنھوں نے ملکوں اور سلطنتوں پر قبضہ کر لیا۔ اِن کا یقین یہ تھا کہ طاقت و شوکت کا دروازہ اُسدن کھلا، جب ملکوں پر اُنھوں نے قبضہ نہیں کیا، بلکہ اپنا ملک و وطن بھی ترک کر دیا۔ بلاشبہ اُن کی یہ سمجھ دنیا کی ساری قوموں سے اُلٹی سمجھ تھی، لیکن اُس سمجھ سے عین مطابق تھی جو اسلام کی تربیت نے اُنکے اندر پیدا کر دی تھی، وہ اپنی اجتماعی زندگی کی تعمیر قوموں کی تقلید سے نہیں، بلکہ اسلام کی روح فکر و عمل سے کرنی چاہتے تھے۔

مصیبت یہ ہی کہ دنیا معنی سے زیادہ لفظ کی اور روح سے زیادہ جسم کی پرستار ہی۔ وہ پھل ڈھونڈھتی ہی لیکن تخم کی جستجو نہیں کرتی۔ وہ منارہ و محراب کی بلندیاں اور خوشنمائیاں دیکھتی ہی، لیکن زیر زمین بنیادوں کے لئے نگاہ نہیں رکھتی۔ صحابۂ کرام نے جب پیدایش و بعثت کے واقعات عظیمہ ترک کرکے ہجرة کا واقعہ انتخاب کیا، تو اُن کی نظر بھی پیدایش و ظہور، فتح و اقبال اور جشن و کامرانی ہی پر تھی۔ وہ کچھ ناکامی و نامرادی کے طلب گار نہ تھے۔ البتہ وہ فتح و اقبال کی صورت اور برگ و بار نہیں دیکھتے تھے حقیقت اور تخم و اساس پر نظر رکھتے تھے۔ اُن پر یہ حقیقت کھل چکی تھی کہ اسلام کی پیدایش و ظہور اور فتح و اقبال کی اصلی بُنیاد اُن واقعات میں نہیں ہی جو بظاہر نظر آتے ہیں۔ ہجرت مدینہ اور اُس کے اعمال و حقائق میں ہیں۔ اس لئے جو اہمیت دُنیا کی نگاہیں پیدایش، بعثت، بدر، اور فتح مکہ کو دیتی تھیں، وہ اُن کی نظروں میں ہجرة مدینہ کو حاصل تھی۔

ہجرة نبوی کی حقیقت

لیکن واقعۂ ہجرة کیا تھا؟ وہ ایک ہی واقعہ نہ تھا۔ بے شمار اعمال و وقائع کا مجموعہ تھا۔ ایک لمحہ کے لئے اُس کی حقیقت پر بھی غور کر لینا چاہئے۔

اسلام کے ظہور کی تاریخ دراصل دو بڑے اور اصولی عہدوں میں منقسم ہی۔ ایک عہد، مکہ کی زندگی اور اعمال کا ہی۔ دوسرا، مدینہ کے قیام اور اعمال کا۔ پہلا آنحضرت (صلعم) کی بعثت سے شروع ہوتا ہی اور ہجرة پر ختم ہو جاتا ہی۔ اس کی ابتدا غار حرا کے اعتکاف سے ہوتی ہی اور تکمیل غار ثور کے انزوا پر۔ دوسرا ہجرة سے شروع ہوتا ہی اور حجة الوداع پر ختم ہو جاتا ہی۔ اس کی ابتدا مدینہ کی فتح سے ہوئی، اور تکمیل مکہ کی فتح پر۔

دنیا کی نظروں میں اسلام کے ظہور و اقبال کا اصلی دور، دوسرا دور تھا۔ کیونکہ اسی دور میں اسلام کی پہلی غربت ختم ہوئی اور ظاہری طاقت و حشمت کا سروسامان شروع ہوا۔ بدر کی جنگی فتح ہتیاروں کی پہلی فتح تھی۔ مکہ کی فتح، عرب کی فتح کا اعلان عام تھا۔ لیکن خود اسلام کی نظروں میں اُس کی زندگی کا اصلی دور، دوسرا نہیں، پہلا تھا۔ وہ دیکھتا تھا کہ اُس کی ساری قوتوں کی بُنیادیں دوسرے میں نہیں پہلے دور میں اُستوار ہوئی ہیں۔ بلاشبہ بدر کے ہتیاروں نے اپنی غیر مسخر طاقت کا دنیا میں اعلان کر دیا۔ لیکن جو ہاتھ ان ہتیاروں کے قبضوں پر جمے تھے، اُن کی طاقتیں کس میدان میں طیار ہوئی تھیں؟ بلاشبہ مکہ کی فتح عرب کی فیصلہ کن فتح تھی، لیکن اگر مدینہ کی فتح ظہور میں نہ آتی، تو مکہ کی فتح کی راہ کیونکر کھلتی؟ یہ سچ ہی کہ مکہ ہتیاروں سے فتح ہوا، لیکن مدینہ ہتیاروں سے نہیں بلکہ ہجرت اور اُس کے دور کے اعمال سے فتح ہوا تھا۔ پس دوسرے دور میں جسم کتنا ہی طاقتور ہو گیا ہو، لیکن اُس کی روح پہلے ہی دور میں ڈھونڈھنی چاہئے!

پہلا دور تخم تھا۔ دوسرا اُس کے برگ و بار تھے۔ پہلا دور بنیاد تھی دوسرا ستون و محراب تھا۔ پہلا نشو و نما کا عہد تھا۔ دوسرا ظہور و انفجار کا۔ پہلا معنی و حقیقت تھا۔ دوسرا صورت و اظہار۔ پہلا روح تھا۔ دوسرا جسم۔ پہلے نے پیدا کیا، درست کیا، اور مستعد کر دیا۔ دوسرے نے قدم اُٹھایا، آگے بڑھا، اور فتح و تسخیر کا اعلان کر دیا۔ دوسرے کا ظہور کتنا ہی شاندار ہو، لیکن اولین بُنیاد و استعداد کی عظمت پہلے ہی کو حاصل ہی!

استعداد داخلی و خارجی

وجود اور زندگی کے ہر گوشہ کے لئے خدا کا قانون وجود ایک ہی ہی۔ تم اُس کے کتنے ہی مختلف نام رکھ دو مگر وہ خود ایک سے زیادہ نہیں ہی۔ اب ایک لمحہ کے لئے ٹھرو، اور غور کرو کہ تخلیق و تکمیل وجود کے لئے خدا کا قانون حیات کیا ہی؟

فرد کی طرح جماعت کا بھی وجود ہی۔ عالم صورت کی طرح عالم معنی بھی اپنی ہستی رکھتا ہی، لیکن کوئی چیز ہو، تخلیق و تکمیل کے لئے ضروری ہی کہ یکے بعد دیگرے دو مختلف دوروں سے گزرے۔ پہلا دور "استعداد داخلی" کا ہی۔ دوسرا "استعداد خارجی" کا۔ ضروری ہی کہ پہلے اندر کی استعداد وجود میں آئے، اور ضروری ہی کہ

اندر کی استعداد کی تکمیل کے ساتھ ہی باہر کی استعداد بھی اسکے اندر پیدا ہو جائے۔

اس حقیقت کی وضاحت کے لئے مثال کی ضرورت ہے۔ خدا کی رحمت و ربوبیت نے تمام کائنات ہستی کو بخشش کا خزانہ اور فیضان عام کی بارش بنا رکھا ہے۔ زندگی اور وجود کے لئے جن جن چیزوں کی ضرورت ہے، اُن میں سے ہر چیز موجود ہے، اور اُس کی موجودگی صرف اس لئے ہے تاکہ استعداد کو ڈھونڈھے، صلاحیت کو پالے، اور انفعال کو فعل سے اور انجذاب کو جذب سے مالامال کر دے۔ سورج روز آسمان پر چمکتا ہے۔ ستارے ہمیشہ زمین کی طرف جھانکتے ہیں۔ ہوائیں یکساں گرمجوشی سے چلتی ہیں، بادلوں کی رفتار میں کبھی رکاوٹ نہیں پڑتی۔ سورج کی کرنیں سمندروں کو کھینچنے اور پانی کے ذخیرے جمع کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کرتیں۔ زمین کی سطح اپنے سارے خزانے لئے ہوئے موجود ہے۔ خاک کے ذرّوں میں سے ہر ذرہ اپنا خاصہ اور اپنی تاثیر رکھتا ہے۔ موسموں کی تبدیلی اور لیل و نہار کی گردش بھی اپنے مقصد اور حکمت سے باہر نہیں۔ یہ، اور اسی طرح کی تمام اَن گنت اور بے حد و حساب چیزیں:

وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها (۱۴: ۳۴) — اور اگر تم خدا کی نعمتیں اور بخشائشیں شمار کرنی چاہو، تو وہ اتنی ہیں کہ کبھی تمہارا اندازہ احاطہ نہیں کر سکتا!

قوتوں کا خزانہ اور بخشائشوں اور ربوبیتوں کا فیضانِ عام ہیں، اور اپنی مجموعی صورت میں کائنات ہستی کی وہ "خارجی استعداد" ہے جو وجود کے لئے خلق و تسویہ کا سامان مہیا کرتی اور ہمیشہ اُس کے انتظار میں چشم براہ رہتی ہے۔ لیکن خارج کی اس استعداد سے صرف وہی اشیاء فائدہ اُٹھا سکتی اور اپنے حصّہ کی بخشش پا سکتی ہیں جن کے اندر خود اُن کے "اندر کی استعداد" وجود میں آ گئی ہے۔ یہ اندرونی استعداد باہر کے کارخانۂ استعداد کی تاثیر کے لئے بمنزلۂ انفعال ہے۔ جب تک انفعال کا لب سوال وا نہ ہوگا، فعل و تاثیر کا جوابِ فیضان، حرکت میں نہیں آ سکتا!

دہقان ایک بیج اُٹھاتا ہے اور زمین کے حوالے کر دیتا ہے۔ اب دیکھو، اس ایک بیج کے بار آور ہونے کے لئے قدرت الٰہی نے کس طرح اپنا تمام کارخانۂ ہستی مہیا کر دیا ہے؟ سورج منتظر ہے کہ اپنی گرمی اس کے لئے وقف کر دے، بادل طیار ہیں کہ اپنے ذخیروں کا منہ کھول دے۔ زمین مستعد ہے کہ اپنی آغوش اُس کے لئے وا کر دے، لیکن یہ تمام کارخانۂ بخشش سے وہ جبھی فائدہ اُٹھا سکتا ہے جبکہ خود اُسکے اندر کی استعداد صحیح و صالح ہو۔ اگر ایسا نہیں ہے، تو پھر یہ تمام کارخانۂ بخشش و نوال اُس کے لئے بیکار ہوگا۔ سورج اپنا دہکتا ہوا تنور رکھ کر بھی اسے گرم نہ کر سکے گا، بادل اگر اپنا تمام ذخیرۂ آب ختم کر ڈالے، جب بھی اُسے زندگی کی رطوبت کا ایک قطرہ نہیں ملیگا!

پھر ایک صالح بیج جب زمین میں اپنی جگہ بنا لیتا ہے، تو اُس کے اندر کی استعداد ظاہر ہوتی ہے اور اندر ہی اندر پکنے اور بڑھنے لگتی ہے۔ اُسوقت وہ ایک چھوٹا سا وجود ہوتا ہے جس کے اندر باریک ذرّوں اور ریشوں کے سوا کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ لیکن انہیں ذرّات اور ریشوں کے اندر اُس کی آنے والی ہستی کی ساری بڑائیاں اور عظمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ کہا جا سکتا ہے ایک عظیم اور تناور درخت کی ساری ٹہنیاں اور پتے، اور اس کے ہزاروں پھول اور پھل انہیں ذرّوں اور باریک ریشوں کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ وہ بتدریج نشوونما پاتا ہے، اور یکے بعد دیگرے تخلیق و تسویہ کے مختلف درجوں سے گزرتا ہے۔ پھر جب یہ سب کچھ ہو چکتا ہے، تو وہ وقت آ جاتا ہے جب زمین کی سطح چاک ہوتی ہے اور اُس کی پہلی شاخ باہر نکلتی ہے۔ چنانچہ وہ اُبھرتا ہے، اور کائنات فطرۃ کے جس کارخانۂ فیضان سے زمین کے اندر اکتسابِ فیض کر رہا تھا، اب اُس سے زمین کی سطح پر بخشش و نوال حاصل کرنے لگتا ہے۔ اُسوقت تم دیکھتے ہو کہ عالم نباتات کا یہ جوان نوخاستہ سرو قد کھڑا ہے، اور کارخانۂ فطرۃ کے ہر سامان سے زندگی اور قوت کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اب تم اُس کی ہستی کا اعتراف کرتے ہو، لیکن تم بھول جاتے ہو کہ باہر کی استعداد اُس کے لئے جو کچھ بہم پہنچا رہی ہے یہ دراصل اُسی استعداد کا جواب اور نتیجہ ہے جو زمین کے اندر اُس کی داخلی طبیعت نے پیدا کر لی تھی!

عالم حیوانات میں دیکھو تو یہ حقیقت اور زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے۔ حیوان اور انسان کا جو وجود عالم ہستی میں قدم رکھتا ہے، اور بچپن سے لے کر بڑھاپے تک کی منزلیں طے کرتا ہے، دراصل یہ وہی وجود ہے جو پہلے خود اپنی ہستی کے اندر تخلیق و تکمیل کی منزلیں طے کر چکا ہے۔ اگر اُس کی داخلی استعداد کا دَور صحت اور قوت کے ساتھ ختم نہ ہوتا، تو اس کی خارجی استعداد کا یہ دَور وجود ہی میں نہ آتا۔ وہ پہلے شکم مادر میں جنین کا ابتدائی مادّہ تھا۔ پھر اندر ہی اندر بڑھنے اور پھیلنے لگا، بہ تدریج تخلیق و تسویہ کی مختلف منزلیں وجود میں آئیں۔ پہلے چھوٹے چھوٹے کیڑے تھے جنھوں نے ایک جونک کی سی شکل اختیار کر لی۔ پھر یہ جونک بڑھتے بڑھتے گوشت کا ایک لوتھڑا بنگئی، لوتھڑے میں ہڈیوں کا ڈھانچہ بننا شروع ہوا، اور ڈھانچے پر گوشت پوست کا غلاف چڑھ گیا، پھر گوشت اور ہڈیوں کا یہی مجموعہ نظم و تناسب ایک ایسے سانچے میں ڈھل گیا، کہ شکل و ہیئت کی تمام رعنائیاں اور خال و خط کی ساری دلاویزیاں مکمل ہو گئیں۔ پھر جب اندر ہی اندر تکمیل و تسویہ کے یہ تمام مراتب طے ہو گئے، تو یہ وجود اس قابل ہوا کہ شکم مادر سے باہر قدم نکالے۔ اور تم نے دیکھا کہ خلقت اور ہستی کا ایک زندہ اور مستعد وجود تمہارے سامنے ہے: ثم انشأناه خلقاً آخر، فتبارک الله احسن الخالقین! (۲۳: ۱۴)

بہرحال دنیا میں ہر چیز کی تخلیق و تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ اس میں کارخانۂ فیضان فطرۃ سے اکتساب فیض کی صحیح استعداد پیدا ہو۔ اور اس استعداد کے ظہور کا پہلا محل اندرونی ہے دوسرا بیرونی۔ جب تک کوئی چیز اپنے اس پہلے دَور میں صحیح استعداد پیدا نہیں کر لے گی، دوسرے دَور کی استعداد پیدا نہیں کر سکتی۔ خارج کے نشوونما کے لئے داخل کا نشوونما، بمنزلۂ سبب و علت ہے۔ جب تک سبب موجود نہ ہوگا، نتائج ظہور میں نہیں آئیں گے۔

جماعت کی داخلی استعداد

فرد اور جماعت دونوں کا ایک ہی حال ہے۔ یہ افراد و اشیاء کی مثالیں تھیں۔ انہی کو جماعتوں اور قوموں پر بھی منطبق کرو۔ اشیاء و افراد کی طرح "جماعت" بھی پیدا ہوا کرتی ہے۔ اس کی تخلیق، نشوونما، اور ترقی و تکمیل کے لئے بعینہ وہی قوانین ہیں، جو اشیاء و افراد کے لئے ہیں۔ جس طرح فطرۃ الٰہی کی ربوبیت نے مخلوقات کی زندگی اور نشوونما کے لئے اپنی بخشائشوں کے بادل زمین پر پھیلا دیئے ہیں، ہر شئے کو زندگی دینے والی، ہر شئے پرورش کرنے والی، اور ہر شئے کو وجود و کمال تک لیجانے والی ہے، ٹھیک اُسی طرح "جماعت" اور "اُمت" کے ظہور و نشوونما کے لئے بھی ہر طرح کی بخشائشوں اور ہر طرح کی فیض رسانیوں کا سامان مہیا کر دیا ہے۔ ربوبیت اُس کے ظہور کا انتظار کرتی اور بخشائش فطرۃ اُس کے قدم اُٹھانے کی راہ تکتی ہے۔ لیکن جس طرح افراد و اشیاء کے لئے فطرۃ کا تمام سامانِ فیض صرف اُسی حالت میں مفید ہو سکتا ہے جبکہ خود ان کے اندر صحیح و صالح استعداد موجود ہو۔ اسی طرح "جماعت" کا مولود بھی وقت کے فیضان اور قومی و عمرانی احول کی بخشائشوں سے اُسی حالت میں فائدہ اُٹھا سکتا ہے، جبکہ خود اُس کے اندر اکتسابِ انفعال کی صحیح استعداد موجود ہو۔ پھر جس طرح اس استعداد کی تکمیل کے پہلا مرحلہ داخلی ہے، دوسرا خارجی، اسی طرح جماعتوں اور قوموں کی مزاجی استعداد کے لئے بھی پہلا مرحلہ داخلی ہے۔ دوسرا خارجی۔ کوئی جماعت، کوئی قوم، انسانوں کی کوئی ہیئت اجتماعیہ، کش مکش حیات کی کامیابیاں حاصل نہیں کر سکتی، اگر پہلے ایک تخم اور جنین کی طرح اپنی داخلی استعداد کی منزل طے نہیں کر لیتی۔ اسکی داخلی تخلیق و تکمیل کا بھی ایک معین وقت اور وقت کی معین مقدار ہے، اگر ایک جماعت وجود و کمال کا پورا درجہ حاصل کرنا چاہتی ہے، تو ناگزیر ہے کہ پہلے داخلی استعداد کی تکمیل کا وقت بسر کر لے۔ اُس کے بعد خارج کے اعمال و فتوح کا دروازہ خود بخود اُس پر کھل جائے گا۔ کیونکہ خارج کی تمام کامرانیاں اُس کی داخلی استعداد کی تکمیل کا نتیجہ و ثمرہ ہوتی ہیں۔

جس طرح اشیاء و افراد کے جسم کی داخلی استعداد کا دار و مدار اُن کے اندر ہی اندر نشوونما پانے اور اندر ہی اندر پکنے پر ہے، اُسی طرح فرد اور جماعت کی دماغی اور اخلاقی استعداد کا دار و مدار اُن کی ابتدائی تعلیم و تربیت پر ہے جسے قرآن حکیم نے اپنی اصطلاح میں "تزکیہ" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ "تزکیۂ اخلاق و نفس" سے مقصود یہ ہے کہ ایک جماعت کو بہ حیثیت ایک جماعت کے جس طرح کے ذہن و مزاج کی ضرورت ہے، وہ اس کے ایک ایک فرد کے اندر پیدا کر دیا جائے، اور اس رسوخ و نفوذ کے ساتھ پیدا کر دیا جائے گویا ایک آہنی کالبد لیکر ان میں سے ہر فرد کا دل و دماغ اُس میں ڈھال دیا گیا ہے۔ جس طرح عالم اجسام میں جسم کی بہتر خلقت اور بہتر نشوونما طاقت و برتری کا موجب ہوتی ہے، اُسی طرح قوموں اور جماعتوں کے لئے اُن کے افراد کا اخلاق اور اخلاق کی بہتر قسم اور بہتر نشوونما جماعتی طاقت اور برتری کا باعث ہوتی ہے۔ یہی اخلاق، "جماعت" کی زندگی کی اصلی استعداد ہے۔ اسی استعداد سے وہ سب کچھ پاتی ہیں، اور بغیر اس استعداد کے کچھ بھی نہیں کر سکتیں۔ تزکیۂ نفوس کا عمل یہی استعداد پیدا کرتا ہے۔ اسی کی تولید و تکمیل، جماعتوں اور قوموں کی "داخلی استعداد" ہے۔

"جماعت" کی داخلی استعداد کے لئے جن ذہنی و اخلاقی ترتیبات کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اگرچہ فرداً فرداً ہر فرد جماعت سے تعلق رکھتی ہے، لیکن اُس کا سارا زور "جماعتی ذہن و اخلاق" کی طرف ہوتا ہے۔ یعنی وہ جماعت کے لئے ذہن و اخلاق کا ایک خاص مزاج پیدا کر دینا چاہتی ہے۔ چونکہ یہ مزاج پیدا نہیں ہو سکتا، جب تک جماعت کا ہر فرد اپنا انفرادی ذہن و اخلاق معدوم کر کے جماعتی مزاج پیدا نہ کر لے، اس لئے وہ ذہن و عمل کا ایک خاص سانچا ڈھال لیتی ہے اور پھر تمام افراد کا ذہن و اخلاق اُسی میں ڈھالنا شروع کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ تمام افراد کی ذہنی و اخلاقی خصوصیات ایک ہی انداز اور روش کی ہو جاتی ہیں، اور اپنے بے شمار انفرادی اختلافات رکھنے پر بھی ذہن و اخلاق کی طبیعت میں یک قلم تماثل اور تشابہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اُن کی خواہشیں یکساں نہیں ہو سکتیں اور یکساں نہیں ہوتیں۔ اُن کی طبیعتوں کی عام روش ایک طرح کی نہیں ہو سکتی اور ایک طرح کی نہیں ہوتی۔ وہ اپنی سمجھ میں اپنی رائے میں، اپنی زندگی و معیشت کے تمام معاملات میں ایک نہیں ہو جا سکتے اور ایک نہیں ہو جاتے؛ لیکن وہ ذہن و عمل کی اُن ساری باتوں میں جو جماعتی زندگی کی بنیادیں اور اخلاق و سیرۃ کی فضیلت کا معیار ہیں، اس طرح یکساں اور ایک نگاہ و عمل ہو جاتے ہیں، کہ معلوم ہوتا ہے، سب کے اندر ایک ہی دماغ کام کر رہا ہے اور سب کے

اندر ایک ہی روح بول رہی ہے!

یہ موقعہ نہیں ہے کہ اطناب سے کام لیا جائے، ورنہ ضرورت تھی کہ اُن اخلاق و خصائص میں سے ایک ایک چیز کی شرح و تفصیل کی جاتی، اور واضح کیا جاتا کہ قرآن و سنتہ نے جماعتی طبیعت کے کیا کیا بنیادی اوصاف بتلائے ہیں، اور اُس کی داخلی استعداد کے ارکان و مبانی کیا کیا ہیں؟

بہرحال اشیاءُ افراد کی طرح جماعات و اقوام میں بھی زندگی کی اصلی سرچشمگی اُن کی داخلی استعداد میں پنہاں ہوتی ہے۔ نہ کہ خارجی اعمال میں۔ کیونکہ خارج کے اعمال اس سے زیادہ نہیں ہیں کہ داخلی استعداد کے لازمی نتائج و ثمرات ہیں۔

پہلا دَور داخلی استعداد کا دَور تھا

ظہور اسلام کا پہلا دَور جو بعثت سے شروع ہو کر ہجرۃ پر ختم ہوا اور جس کا نقطۂ تکمیل ہجرۃ کا معاملہ تھا، دراصل جماعت کی داخلی استعداد کا دَور تھا۔ اور اس لئے ظہور اسلام کی تمام فتح مندیوں اور کامرانیوں کا مبدء یہی دَور تھا۔ نہ کہ مدنی زندگی کا دوسرا دَور بلاشبہ دُنیا کی ظاہر بین نگاہوں میں یہ دَور مصیبتوں کا دَور اور بے چارگیوں اور درماندگیوں کا تسلسل تھا، لیکن بہ باطن امت مسلمہ کی ہر آنے والی فتحمندی اسی کی مصیبتوں اور کلفتوں کے اندر نشوؤنما پا رہی تھی۔ یہی مصیبتیں تھیں جو "جماعت" کے ذہن و اخلاق کے لئے تعلیم و تربیت کا مدرسہ اور تزکیۂ نفوس و ارواح کا امتحان گاہ تھیں۔ بدر کی فتحمند اسی کے اندر سبق لے رہے تھے۔ فتح مکہ کے کامران اسی کے اندر بن اور ڈھل رہے تھے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ یرموک اور قادسیہ کی پیدائش بھی اسی کے آزمایشوں اور خود فروشیوں میں ہو رہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے اُس جہاد کو تو صرف جہاد کہا جو مدنی زندگی میں اسلحۂ جنگ سے کرنا پڑا تھا۔ لیکن نفس و اخلاق کے تزکیۂ و تربیت کا جو جہاد اس پہلے دَور میں ہو رہا تھا، اسے "جہاد کبیر" سے تعبیر کیا۔ کیونکہ فی الحقیقت بڑا جہاد یہی جہاد تھا: فلا تطع الکافرین وجاہدھم بہ جہاداً کبیرا (۲۵:۵۲)

بالاتفاق سورۂ فرقان مکی ہے۔ مکی زندگی میں جس بڑے جہاد کا حکم دیا گیا تھا، ظاہر ہے کہ وہ قتال کا جہاد نہ تھا۔ صبر و استقامت اور عزم و ثبات کا جہاد تھا اور انہی اوصاف میں جماعت کی داخلی استعداد کی اصلی بنیادیں تھیں

ہجرۃ تکمیل کار کا اعلان تھی

ہجرۃ کا واقعہ اس دَور کی مصیبتوں کی انتہا تھا، اس لئے اُس کی برکتوں اور سعادتوں کی بھی آخری تکمیل تھا۔ صحابۂ کرام اس حقیقت سے بے خبر نہ تھے۔ اور کیونکر بے خبر ہو سکتے تھے جبکہ اُن کی داعیٔ تربیت کی اصلی روح اسی معاملہ میں مضمر تھی؟ پس جب یہ سوال سامنے آیا کہ اسلامی سنہ کی ابتدا کس واقعہ سے کی جائے؟ تو انھیں کسی ایسے واقعہ کی جستجو ہوئی جو امت کے قیام و اقبال کا اصلی سرچشمہ ہو۔ آنحضرۃ کی پیدائش کا واقعہ یقیناً سب سے بڑا واقعہ تھا لیکن اُس کے تذکار میں شخصیت سامنے آتی تھی۔ شخصیت کا عمل سامنے نہیں آتا تھا۔ بعثت کا واقعہ بھی سب سے بڑا واقعہ تھا، لیکن وہ معاملہ کی ابتدا تھی، انتہا و تکمیل نہ تھی۔ بدر کی جنگ اور مکہ کی فتح، عظیم واقعات تھے لیکن وہ اسلام کی فتح و اقبال کی بنیاد نہ تھے۔ کسی دوسری بنیاد کے نتائج و ثمرات تھے۔ یہ تمام ... واقعات نگر سامنے آئے، لیکن ان میں سے کسی پر بھی طبیعتیں مطمئن نہ ہو سکیں۔ بالآخر جب ہجرۃ کا واقعہ سامنے آگیا، تو سب کے دلوں نے قبول کر لیا، کیونکہ انھیں یاد آگیا، اسلام کے ظہور و عروج کا مبدأ حقیقی اسی واقعہ میں پوشیدہ ہے، اور اس لئے یہی واقعہ ہے جسے اسلامی تاریخ کا مبدء بننا چاہیئے۔

ہجرۃ مدینہ کی فتح تھی

اور پھر یہ حقیقت کس درجہ واضح ہو جاتی ہے جب اس پہلو پر نظر ڈالی جائے کہ ظہور اسلام کی تمام فتحمندیوں میں سب سے پہلی فتح مدینہ کی فتح تھی اور اُس کی تکمیل ہجرۃ ہی کے واقعہ سے ہوئی۔ "تعمیر مدینہ کے ساتھ "فتح" کا لفظ سنکر تعجب ہوا ہوگا کیونکہ تم صرف اُسی فتح کے شناسا ہو جو جنگ کے میدانوں میں حاصل کی جاتی ہے۔ لیکن تھیں معلوم نہیں کہ میدان جنگ کی فتح سے بھی بڑھ کر دلوں کی آبادیوں اور روحوں کی اقلیموں کی فتح ہے، اور اسی فتح سے میدان جنگ جنگ کی فتحمندیاں بھی حاصل ہوتی ہیں۔ عین اُسوقت جبکہ اسلام کا داعی اپنے وطن اور اہل وطن کی شقاوتوں سے مایوس ہو گیا تھا۔ باشندگان یثرب کی ایک جماعت پہنچتی ہے، اور رات کی تاریکی میں پوشیدہ ہو کر اپنی روح کا ایمان اور دل کی اطاعت پیش کرتی ہے۔ اُسوقت دنیوی جاہ و جلال کا نام و نشان نہیں ہوتا سیف و سنان کی ہیبت و جبروت کا وہم و گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ سرتاسر غربت ادلی کی بے سروسامانیاں اور عہد مصائب و محن کی درماندگیاں ہوتی ہیں۔ بایں ہمہ یثرب کی پوری آبادی اُس کے سامنے جھک جاتی ہے، اور ایمان کے ایسے جوش اور عشق و اطاعت کی ایسی خود فروشیوں کے ساتھ اُس کے استقبال کے لئے طیار ہو جاتی ہے جو تاریخ عالم کے کسی بڑے سے بڑے فاتح اور شہنشاہ کو بھی میسر نہ آئی ہوگی۔ قیس بن صرمہ انصاری نے کیسے سچے اور دلنشیں لفظوں میں اہل مدینہ کے جوش و خروش ایمانی کی تصویر کھینچی ہے؟ وکان عبد اللہ ابن عباس یختلف الیہ و یتحفظ منہ ہذہ الابیات:

ثوی فی قریش بضع عشرۃ حجۃ — یذکر لو یلقی حبیباً مواتیا
ویعرض فی اہل المواسم نفسہ — فلم یر من یؤوی ولم یر داعیا
فلما اتانا واستقرت بہ النوی — واصبح مسروراً بطیبۃ راضیا
واصبح لا یخشی ظلامۃ ظالم — بعید ولا یخشی من الناس باغیا
بذلنا لہ الاموال من حل مالنا — وانفسنا عند الوغی والتاسیا
نعادی الذی عادی من الناس کلہم — جمیعاً، وان کان الحبیب مصافیا
ونعلم ان اللہ لا رب غیرہ — وان کتاب اللہ اصبح ہادیا!

دلوں اور روحوں کی اس فتح و تسخیر سے بڑھکر بھی اور کوئی فتح ہو سکتی تھی؟ لیکن یہ فتح کیونکر ہوئی؟ دورِ ہجرۃ کے آلام و محن میں اس کا آغاز ہوا، اور ہجرۃ نے اس فتح کی تکمیل کر دی!

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے واقعہ ہجرۃ کا ذکر اس طریقہ پر کیا ہے، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بے سروسامانی و غربت کے اس عمل ہی میں فتح و نصرت الٰہی کی سب سے بڑی معنویت پوشیدہ تھی:

ثانی اثنین اذ ہما فی الغار، اذ یقول لصاحبہ: لا تحزن، ان اللہ معنا! فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروہا، وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ و کلمۃ اللہ ہی العلیا، واللہ عزیز حکیم (۹:۴۰)

غار کے دو ساتھیوں میں سے جب ایک نے دوسرے سے کہا۔ غم و رنج نہ کرو یقیناً خدا ہمارے ساتھ ہے، اور اُسکی مشیت و حکمت ہمارے لئے فتح و نصرت کی راہ باز کرنے والی ہے پھر ایسا ہوا کہ خدا نے اپنی تسکین و طمانیت اُسپر اُتار دی اور فتح و نصرت کے ایسے لشکروں سے اسکی مدد کی جنھیں دنیا کی ظاہر بیں اور حقیقت ناآشنا آنکھیں نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اُن سرکشوں کی بات جو انکار کرتے تھے، ہمیشہ کے لئے پست ہو گئی، اور کلمۂ حق ہی کو سربلندی اور کامیابی حاصل ہوئی۔ ؎

فہرست

آثار عتیقہ

علم الآثار مصر ۳
مغرب کی تاریخ جدید کے رجال تاریخ
والٹر ۴

تاریخ و عبر

فرانس کا فاتح اعظم اور اسلام ۸

مطبوعات جدیدہ

پان یورپین تحریک اور امن عالم ۱۲

ادبیات

تین ہزار برس پیشتر کی شاعری ۱۳

بصائر و حکم

انسانیت موت کے دروازہ پر!
حسین بن علی علیہما السلام ۱۶

برید فرنگ

مکتوب آمریکہ ۱۹

برید شرق

مکتوب انگورہ ۲۰

مقالات

تذکار ہجرت نبوی ۲۱

تصاویر

والٹر ۵
نپولین بوناپارٹ مصری لباس میں ۸
مراد بک مملوک ″
شیخ عبداللہ شرقاوی ″
شیخ سلیمان فیومی ۹
شیخ خلیل بکری نقیب السادات ″

؎ یہ آیت سورۂ براۃ کی ہے۔ سورۂ براۃ بالاتفاق اُسوقت نازل ہوئی ہے جب اسلام کی ظاہری فتحمندیاں تکمیل تک پہنچ چکی تھیں اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی تمام فتح مندیوں کے ظہور کے بعد بھی اسکی ضرورت باقی تھی کہ واقعہ ہجرۃ کی معنوی فتحمندی یاد دلائی جائے۔

السحر الحلال فی مجلدات الہلال

گاہ گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

اردو صحافت کي تاریخ میں الہلال ھي وہ رسالہ ھے جو اپني تمام ظاھري اور باطني خصوصیات میں ایک انقلاب آفریں دعوت تھي- اُس نے ملک کے سیاسي' علمي' ادبي' اور دیني افکار و عقائد پر جو انقلاب انگیز اثرات ڈالے' قریب ھے کہ مستقبل ھند کا مورخ اُن پر بحث کریگا اور اُن کے اندر وہ عناصر و مبادیات ڈھونڈھیگا جن سے ھندوستان کي سنہ ۱۹۱۹ کے بعد کي اجتماعي ذھنیت ظہور پذیر ھوئي ۔

الہلال اگرچہ ایک ھفتہ وار مصور رسالہ تھا' لیکن چونکہ وہ اردو صحافت کي مختلف شاخوں میں اجتہاد نظر و فکر کي نئي روح پیدا کرني چاھتا تھا' اِس لئے اُس کا ھر نمبر مختلف اقسام اور مختلف اذواق کا مجموعہ تھا- اُس کے ھر نمبر میں مختلف ابواب' مذھب' سیاست' ادبیات' علوم و فنون' اور معلومات عامہ کے ھوتے تھے- اور اُسکا ھر باب اپني مجتہدانہ خصوصیات کے لحاظ سے اپني نظیر آپ ھوتا تھا- پھر اس کي ظاھري خوبیاں اردو صحافت میں اعلیٰ طباعت و ترتیب کا پہلا نمونہ تھیں- اردو کا وہ پہلا ھفتہ وار رسالہ تھا' جس میں ھاف ٹون تصویروں کے اندراج کا انتظام کیا گیا' اور ٹائپ میں چھپنے کي وجہ سے بہت سي ایسي خوبیاں پیدا ھوئیں جو پتھر کي چھپائي میں ممکن نہیں- اِس کي جلدیں جدید اُردو علم ادب کے علمي' مذھبي' سیاسي' اور اجتماعي مواد و مباحث کا بہترین مجموعہ ھیں- اِن کي مقبولیت و قدر کا اندازہ اِس سے ھوسکتا ھے کہ سنہ ۱۹۱۸ میں بعض شایقین علم و ادب نے اِس کي تمام جلدوں کا مکمل سٹ سات سو روپیہ میں خرید لیا - اور حال میں ایک صاحب نے اِس کي پہلي جلد مکمل (جو دفتر میں بھي موجود نہیں) ساڑھے چارسو روپیہ میں حیدرآباد سے خریدي ھے- جن لوگوں نے اس کے پرچے بحفاظت جمع کئے ھیں وہ بڑي سے بڑي قیمت پر بھي علاحدہ کرنے کیلیے تیار نہیں- پچھلے دنوں "البـلاغ پریس" کا جب تمام اسٹاک نئے مکان میں منتقل کیا گیا تو ایک ذخیرہ الہلال کے پرچوں کا بھي محفوظ ملا' ھم نے کوشش کي کہ شایقین علم و ادب کے لئے جس قدر مکمل جلدیں مرتب کي جا سکتي ھیں مرتب کرلي جائیں اور جن جلدوں کي تکمیل میں ایک دو پرچوں کي کمي ھو اُنھیں دوبارہ چھپوا لیا جائے -

چنانچہ الحمدللہ یہ کوشش ایک حد تک مشکور ھوئي اور اب علاوہ متفرق پرچوں کے چند سالوں کي جلدیں پوري مکمل ھوگئي ھیں - ھم اِس اعلان کے ذریعہ شایقین علم و ادب کو آخري موقعہ دیتے ھیں کہ اِس قیمتي ذخیرہ کے حاصل کرنے میں جلدي کریں' چونکہ جلدوں کي ایک بہت ھي محدود تعداد مرتب ھوسکي ھے اس لئے صرف اُنھیں درخواستوں کي تعمیل ھوسکے گي جو سب سے پہلے پہونچیں گي- ھر جلد مجلد ھے اور ابتدا میں تمام مضامین کي انڈکس بہ ترتیب حروف تہجي لگادي گئي ھے ۔

الہلال مکمل جلد دوم	۱۰ روپیہ	الہلال مکمل جلد سوم	۱۰ روپیہ
" " " چہارم	۱۰ روپیہ	" " " پنجم	۱۰ روپیہ

جلد "البـلاغ" (جب دوسري مرتبہ الہلال اِس نام سے شائع ھوا) قیمت ۸ روپیہ

علاوہ جلد اول کے ھر جلد کے متفرق پرچے بھي موجود ھیں جن میں سے ھر پرچہ اپنے مضامین کے لحاظ سے ایک مستقل مجموعہ علم و ادب ھے- قیمت في پرچہ ۸ - آنہ - محصول ڈاک و پیکنگ اِس کے علاوہ ھے ۔

مینجر " البـلاغ پریس "

دنیا کي بهترین کتابوں کیلئے بهترین رهنما :

تائمز اف لندن کا ادبي ضمیمه

یه ضمیمه دنیا کي تمام کتابوں پر هفته وار دلچسپ اور وقیع تبصره کرتا هے -

اسکا معتدل نقد علمي حلقوں میں مسلم هے -

اس میں چند صفحات وقت کے جاري اور زیر بحث ادبي فوائد پر بهي هوتے هیں جنکي اهمیت کا عام طور پر اعتراف کیا گیا هے -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے تقاضه کیجئے که وه تائمز لندن کا هفته وار ادبي ضمیمه آپکے لئے مهیا کرے - لیکن اگر آپ چاهیں تو

The Publisher :

Printing House Square

London, E. C 4.

سے براه راست طلب کر سکتے هیں

دنیا کے هر معلم اور ماهر فن تعلیم کیلئے

ضروري هے که

تائمز اف لندن کا تعلیمي ضمیمه مطالعه کرے

اگر آپ چاهتے هیں که فن تعلیم کے تمام نظري اور عملي تغیرات و ترقیات سے بے خبر نه رهیں ' تو آپکو یه ضمیمه بلا ناغه مطالعه میں رکهنا چاهیے -

یه هر هفته اس موضوع پر تمام اهم خبریں اور مباحث جمع کردیتا هے - ماهرین فن اور مشاهیر تعلیم کے قلم سے اسکے صفحات مرتب هوتے هیں -

اپنے یہاں کے ایجنٹ سے طلب کیجئے -

ورنه

The Publisher,

Printing House Square

London, E. C. 4.

سے طلب کرسکتے هیں -

کیا آپ تجارت کرني چاهتے هیں ؟

اگر آپ چاهتے هیں که یورپ اور امریکه کے تمام بڑے بڑے کارخانوں سے تجارتي تعلقات قائم کریں ' نفع بخش ایجنسیاں لیں ' هندوستان سے خام پیدا وار بهیجیں ' نئي نئي ایجادات سے اپنے ملک کو آشنا کریں ' تهوڑي سي محنت اور تهوڑا سا سرمایه لیکر ایک وقیع کار و بار شروع کردیں ' تو آپ کو ابتدا میں بهت سي باتیں معلوم کرني چاهئیں - اس طرح کي تجارت کے گر اور بهید سیکهنے چاهئیں - هندوستان کے تمام حلقوں اور یورپ و امریکه کے تمام کارخانوں اور کوٹهیوں کے حالات اور اصول معاملت معلوم کرنے چاهئیں - بغیر اس کے آپ کامیاب نهیں هوسکتے -

اگر آپ چاهتے هیں که بهت تهوڑا سا وقت خرچ کرکے یه ساري باتیں با قاعده علمي اصول پر معلوم کرلیں ' تو آپکو چاهیے که هم سے خط و کتابت کریں - هم یه کام به حیثیت ایک ماهر فن کے کر رهے هیں - خط و کتابت کے بعد هي آپکو معلوم هو جائیگا که آپکے مقصد کیلئے هم کس درجه مفید هیں ؟

همارے تعلقات دنیا کے تمام تجارتي حلقوں سے هیں -

M. R. MARSDEN & CO.

Post Box 708.

Clive Street, Calcutta.

برونو مولر اینڈ کو - برلن

پوسٹ بکس نمبر ۲۴

BRUNO MULLER & CO. M. B. H.

Berlin-W 35

Post No. 24.

هر طرح کي مشینیں جو گرم ملکوں کے میووں کو خشک کرنے اور پهلوں کو محفوظ رکهنے کیلئے ضروري هیں ' اس کارخانے میں طیار کي جاتي هیں - تمام دنیا میں اس قسم کي مشینوں کا یه بهترین کارخانه هے - مندرجۂ بالا پته سے خط و کتابت کیجیے -

یاد رکهیے

میووں ' ترکاریوں ' اور هر طرح کے زرعي مواد کو خشک کرنے کا بهترین طریقه وه هے جو " نئے سسٹم " کے نام سے متمدن ممالک میں مشهور هے - اس " نئے سسٹم " کے مطابق کام کرنے والي مشینیں صرف اسي کارخانه سے مل سکتي هیں -

Printed and Published by
MASUD HASAN ZUBERI AT THE AL-BALAGH PRESS, 11, BALLYGUNGE CIRCULAR ROAD, CALCUTTA.
EDITOR : MAULANA ABU-AL-KALAM AZAD.